الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL QADIAN

جلد ۲۳ | مورخہ ۲۴ رمضان ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

(۱) جلسہ سالانہ کے متعلق مقامی جماعت احمدیہ کو ضروری ہدایات

(۲) آج جماعت احمدیہ اپنی چالیس سالہ سستی کا ہی نتیجہ معاندین کے مظالم کی شکل میں بھگت رہی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء

سورہ توبہ کا رکوع ۶ آیت یا ایھا الذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض سے شروع کر کے آخر رکوع تک تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:-

پیشتر اس کے کہ میں آج کے خطبہ کے موضوع پر کچھ کہوں۔ میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

جلسہ سالانہ

اب بالکل قریب آگیا ہے۔ مہمانوں کو ٹھہرانے کے لئے مکانوں کی۔ اور ان کی خدمت کے لئے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ جس قدر مہمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے سالانہ جلسہ پر آتے ہیں۔ سلسلہ کی عمارتیں کسی صورت میں بھی ان کو جگہ نہیں دے سکتیں۔ سلسلہ کی ساری عمارتیں لگا دینے کے بعد ایک کثیر تعداد مہمانوں کی باقی رہ جاتی ہے جس کے لئے

پرائیویٹ مکانوں کی ضرورت

ہوتی ہے۔ کچھ سالوں سے متواتر میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر اپنے رشتہ داروں اور دوست مہمانوں کے لئے جو جگہ چھوڑی جائے اس میں بھی اس امر کا لحاظ رکھا جائے۔ کہ گو اپنے مہمان کو جگہ دینا بھی جلسہ کے مہمانوں کو جگہ دینا ہی ہے پھر بھی اپنے نفس کی خوشی اس میں شامل ہے۔ پس ایسے مہمانوں کو جگہ دینا جن کے ناموں سے بھی ہم واقف نہ ہوں۔ [illegible] نظام کے ماتحت دینا اس سے بہت افضل کام ہے۔ پس دوستوں کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ وقت

جذبات کی قربانی

کا ہوتا ہے۔ اس لئے جو دوست یا رشتہ دار آئیں۔ ان کے لئے جو کمرہ رکھا جائے کہ اکیلے رہنے کے لئے مکمل جگہ کا میسر آنا تو مشکل ہے۔ جہاں اور مہمان قربانی کرتے ہیں۔ آپ بھی کریں۔ تا باقی جگہ دوسرے مہمانوں کو دی جا سکے۔ اگر احباب اس نقطۂ نگاہ سے کام کریں تو ہر سال قادیان میں اتنی عمارتیں بنتی رہیں کہ میں سمجھتا ہوں مہمانوں کو ٹھہرانے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔ ہر سال یہاں قریباً

دو سو نئے مکانات

تعمیر ہوتے ہیں۔ اور ان میں آسانی سے ڈیڑھ دو ہزار مہمان ٹھہرائے جا سکتے ہیں۔ مسلاً جلسہ پر آنے والے مہمانوں میں زیادتی اس نسبت سے نہیں ہوتی۔ جس نسبت سے نئے مکانات تعمیر ہوتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہر سال یہی شکایت سننے میں آتی ہے کہ جگہ کی تنگی ہے۔ بعض لوگ جگہ دینے سے کچھ گریز کرتے ہیں۔ اس لئے میں پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے مہمانوں اور عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کے آرام کی فکر بے شک کریں۔ مگر یہ خیال ضرور رکھیں کہ زیادہ ذمہ داری ہم پر ان مہمانوں کی ہے جن کے ناموں سے بھی ہم واقف نہیں۔ میں جانتا ہوں رشتہ داروں کو اپنے پاس ٹھہرانا ایک لحاظ سے سلسلہ کے لئے بھی مفید ہے۔ انسان ان کی خاطر مدارات خود اچھی طرح کر سکتا ہے۔ اور اس طرح کارکنوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ ایسی طرز پر ہونا چاہئیے کہ دوسروں کے لئے بھی جگہ رہ سکے۔ سو ایک نصیحت تو میں یہ کرتا ہوں۔ کہ دوست تکلیف اٹھا کر بھی اپنے مکان مہمانوں کے لئے فارغ کریں۔ ہمارے گھروں میں ہر سال پانچ چھ سو مہمان ٹھہرتے ہیں۔ لیکن میں پھر بھی یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ اگر جگہ کی تنگی ہو۔ تو کارکن ان میں ٹھہرنے والوں کے لئے جگہ کو اور تنگ کر کے اور بھی انہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے اپنا

دار الحمد کا مکان

تو سارے کا سارا جلسہ کے لئے دیا ہوا ہے۔ شہر کے گھر کا نچلا حصہ بھی سارا مہمانوں کے لئے خالی کر دیا جاتا ہے۔ اوپر کے حصہ کا بھی بہت سا حصہ فارغ کر دیا جاتا ہے۔ اور ہمارے گھر کے آدمی جو خدا کے فضل سے چالیس پچاس ہیں سمٹ کر چند کمروں میں آ جاتے ہیں۔ اس دفعہ دار الحمد میں میں نے اپنے بعض رشتہ داروں کے لئے انتظام کیا ہوا تھا۔ اور جب مجھ سے کارکنوں نے لسٹ مانگی۔ تو میں نے کہلا بھیجا تھا۔ کہ فلاں فلاں جگہ پر فلاں فلاں مہمان ٹھہریں گے باقی جگہ وہ لے سکتے ہیں۔ لیکن اب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جو جگہ رشتہ دار مہمانوں کے لئے میں نے مخصوص کر دی تھی۔ اگر اس جگہ کے متعلق بھی کارکن کوئی تبدیلی کرنا چاہیں۔ تو میری

طرف سے انہیں اجازت ہے۔

اس کے بعد میں کام کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہر سال قادیان کی آبادی جس نسبت سے بڑھتی ہے۔ اس نسبت سے آنے والوں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ زیادہ اور اچھے کارکن نہ مل سکیں۔ اور اگر کارکن میسر نہیں آتے۔ تو اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ یا تو نظام میں کوئی نقص ہے۔ اور یا دوستوں کے اخلاص میں کمی آ گئی ہے۔ اگر

اچھے اور زیادہ کارکن

باوجودیکہ گذشتہ چند سالوں میں قادیان کی آبادی پانچ ہزار سے بڑھ کر آٹھ ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ حاصل نہ ہوں۔ تو یقیناً ان دو نتائج میں سے ایک کو صحیح سمجھنے پر میں مجبور ہوں۔ یا تو یہ کہ ہمارے نظام میں کوئی نقص ہے۔ اور یا پھر یہ کہ جماعت کے اخلاص میں کمی آ گئی ہے جس طرح مکانوں کی دقت کی وجہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ اسی طرح یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ کام کرنے والے کیوں نہیں ملتے اور اگر کوئی روک فی الواقع ایسی پیش آ رہی ہے تو کارکنوں کا فرض ہے۔ کہ تفصیل سے اسے میرے سامنے پیش کریں۔ تا میں اندازہ کر سکوں۔ کہ اصل سبب کیا ہے۔

اس کے بعد میں عام نصیحت کرتا ہوں۔ اور پہلے ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں۔ جو بعد میں آ کر بسے ہیں۔ اور انہیں کہتا ہوں۔ کہ تمہارے قادیان میں آکر بسنے سے پہلے تھوڑی سی جماعت ہزاروں مہمانوں کی خاطر تواضع کرتی تھی۔ اور اگر تمہارے وقت میں اس میں کمی آ جائے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ تمہارے اندر وہ اخلاص نہیں۔ جو پہلوں میں تھا۔ لیکن اگر بعد میں آنے والے اخلاص کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ تو میں انہیں مخاطب کر کے جو دیر سے قادیان میں بس رہے ہیں کہتا ہوں۔ کہ مومن کے اخلاص کے لئے کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ اور موت تک اس کے اخلاص میں کوئی فرق نہیں آنا چاہئیے اگر اس کے اخلاص میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے تو اسے سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ اس نسبت سے اس کے ایمان میں بھی کمی واقع ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان کا درجہ وہی ہوتا ہے۔ جو موت کے وقت انسان کو حاصل ہو۔ اگر پہلے تم نے زیادہ خدمات کی ہیں۔ تو وہ قیامت

کے دن کام نہیں آ سکیں گی۔

قیامت کے روز کام آنیوالی خدمت

وہی ہوتی ہے۔ جو مسلسل جاری رہے۔ اور جو موت تک کی جائے۔

اس کے بعد میں اختصار کے ساتھ ایک رقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ جو ابھی مجھے دیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مولوی ابو الفضل صاحب گاڑی میں آ رہے تھے۔ بٹالہ سٹیشن پر انہوں نے کچھ اشتہار اور ٹریکٹ وغیرہ تقسیم کئے۔ تو احراریوں نے انہیں گالیاں دیں اور دھکے مارے۔ اور لکھا ہے کہ اب بات حد سے بڑھتی جا رہی ہے اس لئے سب دوستوں کو میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

کوئی بات حد سے نہیں بڑھا کرتی

انسانی اعمال جن میں الٰہی تصرفات کا دخل نہ ہو۔ ان کے متعلق تو بے شک یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ لیکن جو باتیں اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور تقدیر کے ماتحت ہو رہی ہوں۔ وہ حد سے نہیں بڑھا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور مامورین جب آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی تائید و نصرت کے بھی اتنے سامان پیدا کرتا ہے۔ جتنے ضروری ہوتے ہیں۔ اور مخالفت بھی اتنی ہی کراتا ہے۔ جتنی ضروری ہوتی ہے اور جتنی مخالفت بڑھے سمجھ لو اللہ تعالیٰ اتنی ہی تمہاری خامیاں دور کرنا چاہتا ہے۔ کون شخص پسند کرتا ہے۔ کہ اس کے عزیز کو گالیاں ملیں۔ کیا تم میں سے کوئی شخص کبھی یہ پسند کرتا ہے۔ کہ اس کے سامنے اس کے بیوی بچوں کو گالیاں دی جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کو یہ بات کس طرح پسند ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے نبیوں اور مامورین کو گالیاں ملیں۔ اور اگر وہ ان گالیوں کو جاری رہنے کی اجازت دیتا ہے۔ تو تمہیں سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ ایسا تمہاری اصلاح کے لئے کرتا ہے۔ یہ کفارہ ہے جو انبیاء اپنی جماعت کے لئے ادا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح ناصری کے متعلق جس کفارہ کا مسیحی لوگ عقیدہ رکھتے ہیں۔ ہم اس کے منکر ہیں۔ اور اس قسم کا کفارہ واقعہ میں خلاف عقل ہے۔ مگر یہ صورت جو میں نے بتائی ہے کفارہ کی جائز صورت ہے۔ اور یہ کفارہ سب انبیاء اپنی امتوں یا جماعتوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کے دور کرنے کے لئے ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کو کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ کہ وہ اس کے مامور کو گالیاں دیں۔ تا اس کی جماعتوں کے دل میں درد پیدا ہو۔ اور وہ اپنی اصلاح کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسا

اس لئے نہیں کرتا۔ کہ مومن ان گالیاں دینے والوں سے لڑیں اور فساد کریں بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ وہ اپنے نفسوں کے ساتھ لڑائی کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ پس جس دن تم اپنی اصلاح مکمل کر لو گے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسی دن گالیاں دینے والوں کے ہونٹ بند کر دیں گے بات یہ ہے کہ گالیاں دشمن نہیں دیتے بلکہ تم خود دیتے ہو۔ تمہارا تقویٰ اور اخلاص تمہاری قربانی اور ایثار ابھی اس مقام پر نہیں پہنچا۔ جس پر اللہ تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو انگیخت کرتا ہے کہ تا ان سے پٹوا کر تمہاری اصلاح کر دے۔ پس ان

گالیوں کو بند کرانا

تمہارے اپنے اختیار میں ہے۔ تم اگر آج جھوٹ۔ فریب۔ دغا بازی لڑائی۔ فساد اور دیگر بد عادات کو کلیتہً ترک کر دو۔ باقاعدگی سے سب کے سب باجماعت نمازیں پڑھنے لگ جاؤ۔ تقویٰ پیدا کر لو۔ قربانی کے انتہائی مقام پر پہنچ جاؤ جہاں پہنچ کر انسان کی نگہ میں اس کی جان اور اس کے مال اور اس کے اقرباء کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی اسی طرح تم ایثار کے اور حسن سلوک کے اور اپنے غریب بھائیوں کی اعانت اور ہمدردی کے مقام پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ کبر اور خود پسندی کو چھوڑ دو۔ تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے ایک منٹ میں نازل ہو کر تمام فتنوں کو دور کر دیں گے۔ پس اپنے نفسوں کی اصلاح کرو۔ آسمان کی طرف دیکھو۔ دنیا کی طرف اپنی نظریں نہ اٹھاؤ۔ اور اچھی طرح یاد رکھو کہ جتنی دیر تم اپنی اصلاح نہ کرو گے۔ یہ گالیاں برابر ملتی رہیں گی۔ پس یاد رکھو کہ یہ سب گالیاں جماعت کے کمزور لوگ دلوا رہے ہیں۔ دشمن تو صرف تقدیر الٰہی کے آلے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ دشمن کی گالیوں کو بے شرم ہو کر سنتے جاؤ۔ ان کا علاج کرنے کی ظاہری تدابیر اختیار کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ اور اس میں کمزوری دکھانے پر بھی تم خدا تعالیٰ کے سامنے پوچھے جاؤ گے۔ مگر حقیقی علاج وہی ہے۔ جو میں نے ابھی بتلایا ہے

اب میں تحریک جدید کے سلسلہ میں جو خطبات دے رہا ہوں۔ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ گذشتہ سال میں نے انیس تحریکیں کی تھیں۔ جن میں سے بعض کے متعلق میں کچھ باتیں بیان کر چکا ہوں۔ اور ایک کے متعلق آج بیان کرتا ہوں۔ میں نے تحریک کی تھی کہ حسب

تبلیغ کے لئے

ایک ایک دو دو - اور تین تین ماہ وقف کریں۔ باقی سلسلہ کی تحریکیں ایسی [illegible] تھیں۔ جن میں ثواب دوسرے کی معرفت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی تحریک ہے۔ جس سے براہِ راست ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت تھی۔ مگر افسوس کہ چند سو دوستوں کے سوا باقی کسی نے اپنا نام پیش نہیں کیا۔ حالانکہ جماعت میں سے ہزارہا لوگ اس کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر سکتے تھے۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جس میں پڑھے لکھے اور ان پڑھ۔ زمیندار۔ تاجر۔ ملازم۔ ہر پیشہ اور فن سے تعلق رکھنے والے اور ہر لیاقت والے حصہ لے سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے طبقہ اور اپنے جیسی لیاقت رکھنے والوں میں تبلیغ کر سکتے تھے۔ کون ایسا آدمی ہو سکتا ہے۔ جس کی لیاقت کا آدمی اور کوئی دنیا میں موجود نہ ہو۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو یا مجھے یہ ماننے پر آمادہ کر سکتے ہو۔ کہ کوئی احمدی ایسا بھی ہے۔ جو سب سے زیادہ جاہل ہے۔ اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کا ہر فرد اس سے زیادہ لائق ہے۔ احمدیت تو ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے آتے ہی عقل بڑھ جاتی اور علم روشن ہو جاتا ہے۔ معمولی لیاقت کے احمدی بڑے بڑے مولویوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ ضرورت صرف ایمان کی ہوتی ہے علم کی نہیں۔ اگر ایمان ہو۔ تو اللہ تعالےٰ خود رہنمائی کرتا ہے۔ کئی دفعہ میں نے

پیرے کا واقعہ

سنایا ہے۔ وہ ایک پہاڑی آدمی تھا جسے گنٹھیا کی بیماری تھی۔ اس کے رشتہ داروں کو کسی نے مشورہ دیا۔ کہ یہاں اس کا علاج نہیں ہو سکیگا۔ اسے پنجاب چھوڑ آؤ۔ چنانچہ وہ اسے لے کر آئے۔ اور گورداسپور کے قریب جب پہنچے۔ تو کسی نے بتایا۔ کہ قادیان میں ایک ولی اللہ ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کی خبر گیری کرتے ہیں ان کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ وہ اسے یہاں لے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ حضورؑ نے اس کا علاج کیا۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ وہ چونکہ اس کا سارا خاندان بالکل جاہل تھا۔ اور دین کی انہیں کوئی [illegible] دفعہ اس سے یا شاید اس کے ایک بھتیجے سے جو کبھی کبھی یہاں آ جایا کرتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے دریافت فرمایا۔ کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ پھر بتاؤں گا۔ اور کچھ دیر بعد ایک کارڈ آپ کے پاس لایا۔ کہ ہمارے گاؤں کے نمبردار کو لکھ دیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا لکھنا ہے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ آپ نے جو میرا مذہب دریافت کیا تھا۔ میں نمبردار کو لکھ کر یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میرا مذہب کیا ہے۔ پھر وہ لوگ اتنے وحشی تھے۔ کہ ایک دفعہ اس کا ایک رشتہ دار یہاں آیا۔ اور آدھ آنہ کا گھی لایا۔ جو ایک بلی کھا گئی۔ اس نے اس بلی کو مار کر اس کی انتڑیاں نچوڑ کر رکھ لیں۔ کہ ان میں میرا گھی ہے۔ غرض وہ خاندان کا خاندان بالکل جاہل اور بے وقوف تھا ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پیرے سے کہا۔ کہ اگر تم ایک دن پورے پانچ وقت کی نمازیں باجماعت ادا کرو۔ تو میں تمہیں دو روپے انعام دوں گا۔ آپ کی غرض یہ تھی۔ کہ اس طرح اسے نماز کی عادت پڑ جائے۔ اس نے عشاء سے نماز شروع کی۔ اور اگلی مغرب کو پانچ پوری ہونی تھیں۔ اس زمانہ میں مہمان تھوڑے ہوتے تھے۔ اور ان کا کھانا گھر میں ہی تیار ہوتا تھا۔ مغرب کے وقت جب کھانا تیار ہوا۔ تو اندر سے عورت نے آواز دی کہ پیرے کھانا لے جاؤ۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اور یہ اس کی پانچویں نماز تھی۔ لیکن بلانے والی عورت کو تو اس کا علم نہ تھا۔ اس لئے وہ برابر آوازیں دیتی گئی۔ اس پر پیرے نے نماز میں ہی اسے آواز دی۔ کہ ٹھہر جا سلام پھیر کر آتا ہوں۔ پیرا جب بیماری سے اچھا ہوا۔ تو وہ حضرت صاحب کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ آپ کبھی کبھی اسے بٹالہ تار دینے یا ریلوے پارسل وغیرہ لینے کے لئے بھجوا دیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت نہ تار قادیان آئی تھی اور نہ ریلوے تھی۔

ایک دفعہ کسی ایسے ہی کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بٹالہ بھیجا۔ اس لئے وہاں اسے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مل گئے۔ [illegible] اکثر ریل کے وقت بٹالہ سٹیشن پر چلے جاتے اور جب انہیں کوئی قادیان آنے والا آدمی [illegible]۔ تو اسے قادیان آنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے۔ اس روز اتفاقاً انہیں کوئی اور آدمی نہ ملا۔ تو انہوں نے پیرے کو پکڑ لیا اور کہا۔ کہ پیرے تو کیوں قادیان میں بیٹھا ہے۔ وہاں تو یہ خرابی ہے۔ وہ خرابی ہے۔ پیرے نے جواب دیا۔ کہ مولوی صاحب میں پڑھا لکھا تو نہیں ہوں۔ اس لئے آپ کی باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ ہاں ایک بات ہے اور غور کرو۔ کتنی لطیف بات ہے۔ جو اس نے بیان کی۔ حالانکہ وہ بالکل ان پڑھ تھا اس نے کہا۔ کہ مرزا صاحب تو قادیان میں بیٹھے ہیں۔ اور لوگ دور دور سے یکوں میں دھکے کھاتے ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ مگر آپ بٹالہ میں رہتے ہیں۔ جہاں لوگ آسانی سے پہنچ سکتے ہیں لیکن پھر بھی کوئی آپ کے پاس نہیں آتا۔ اور آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے روزانہ چل کر سٹیشن پر آتے ہیں۔ حتےٰ کہ آپ کی جوتی بھی گھس گئی ہو گی۔ لیکن لوگ پھر بھی آپ کی بات نہیں مانتے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ لوگ مرزا صاحب کے پاس اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور ان کے مخالفوں کی بات نہیں مانتے۔ اب دیکھو۔ کہ وہ بالکل جاہل آدمی تھا۔ مگر اس نے کیسی لطیف بات بیان کی۔ مولوی محمد حسین صاحب گویا قسم کھا چکے تھے۔ کہ سلسلہ کی مخالفت کرتے چلے جائینگے اس لئے انہوں نے اس نکتہ سے فائدہ نہ اٹھایا اگر کوئی اور سنجیدہ آدمی ہوتا۔ تو یہی دلیل اس کے لئے کافی تھی۔ اور اسی پر وہ ہدایت پا جاتا۔ پیرے جیسے شخص کا ایسی معقول بات کہنا بتاتا ہے۔ کہ احمدیت کی تعلیم کا جانا تو الگ رہا۔ اس کے ساتھ چھو کر بھی انسان کی عقل تیز ہو جاتی ہے۔ اسی قسم کا

ایک اور واقعہ

مجھے یاد آگیا ہے۔ لدھیانہ کے علاقہ کے ایک شخص یہاں نور محمد صاحب تھے۔ انہوں نے [illegible] اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا۔ وہ خاکروبوں میں تبلیغ کیا کرتے تھے اور سینکڑوں خاکروب ان کے مرید ہو گئے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور ان کے بعض مرید بعض دفعہ یہاں بھی آ جایا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب ہمارے پیر کے پیر ہیں۔ یہاں ہمارے ایک رشتہ کے چچا نے محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت اور آپ کے دعوے کا تمسخر اڑانے کے لئے اپنے آپ کو چوہڑوں کا پیر مشہور کیا ہوا تھا۔ اور ان کا دعوے تھا کہ میں لال بیگ ہوں۔ ایک دفعہ بعض وہ لوگ جو خاکروب سے مسلمان ہو چکے تھے یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہیں حقہ کی عادت تھی۔ ان صاحب کی مجلس میں جو انہوں نے حقہ دیکھا۔ تو حقہ کی خاطر ان کے پاس جا بیٹھے۔ ہمارے چچا نے ان سے مذہبی گفتگو شروع کر دی۔ اور کہا۔ کہ تم مرزا صاحب کے پاس کیوں جاتے ہو۔ تم تو دراصل میرے مرید ہو۔ مرزا صاحب نے تمہیں کیا دیا ہے۔ وہ لوگ ان پڑھ تھے جیسے خاکروب عام طور پر ہوتے ہیں۔ آج کل تو پھر بھی خاکروب کچھ ہوشیار ہو گئے ہیں لیکن یہ آج سے چالیس سال پہلے کی بات ہے۔ اس وقت یہ قوم بالکل ہی جاہل تھی لیکن جب ان سے ہمارے چچا نے سوال کیا۔ کہ مرزا صاحب نے تم کو کیا دیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم اور تو کچھ نہیں جانتے۔ لیکن اتنی بات پھر بھی سمجھ سکتے ہیں کہ لوگ پہلے ہم کو چوہڑے کہتے تھے۔ لیکن مرزا صاحب کے تعلق کی وجہ سے اب ہمیں مرزائی کہتے ہیں۔ گویا ہم چوہڑے تھے اب ان کے طفیل مرزا بن گئے۔ لیکن آپ پہلے مرزا تھے۔ مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے چوہڑے بن گئے۔

اب یہ باتیں ہیں تو بظاہر لطائف۔ مگر ان کے اندر معرفت کا فلسفہ بھی موجود ہے۔ ان انگریزی پڑھے لوگوں نے اپنی زبان میں اس مفہوم کو ادا کر دیا ہے۔ کہ احمدیت [illegible] مخالفوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور ماننے والوں کو ترقی دیتا ہے۔ پس یہ بھی بات ہے۔ کہ

احمدی ہونے سے ہی انسان کی عقل مذہبی امور میں تیز ہو جاتی ہے

اس کے علاوہ یہ بھی بھاری ہوتا ہے۔ لیکن اس امر کو نظر انداز کر دو۔ تو بھی کونسا [illegible] ہے۔ جس کے متعلق یہ کہا جا سکے۔ کہ اس کے طبقہ کے لوگ دنیا میں موجود نہیں۔ بلکہ ہر احمدی اپنی عقل اور سمجھ میں کم سے کم اپنے طبقہ کے ہر عیسائی۔ ہندو سکھ اور غیر احمدی سے زیادہ ہوشیار ہو گا۔ میں مان سکتا ہوں۔ کہ راجرس کے چاقو اور دھیلے کے چاقو میں جو کسی زمانہ میں ہمارے لوہار بنایا کرتے تھے۔ زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اور دو دھیلے کا چاقو راجرس کے چاقو کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس میں بھی کیا شک ہے۔ کہ دہی دھیلے کا چاقو جو سان پر چڑھا ہوا ہو۔ اس دوسرے دھیلے کے چاقو سے جو مٹی میں پڑا ہوا زنگ آلود ہو چکا ہو کہ [illegible] نہیں ہو سکتا۔ پس ایک احمدی خواہ کتنا بھی جاہل کیوں نہ ہو۔ وہ سان پر چڑھے ہوئے چاقو کی طرح ہے۔ اور اسی لیاقت کا دوسرا آدمی مٹی میں پڑے ہوئے زنگ آلود چاقو کی طرح ہے۔ اور دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ پس میں مان لیتا ہوں۔ کہ ایک غیر تعلیم یافتہ احمدی دھیلے کے چاقو کی طرح ہے۔ مگر وہ اکیلا ہی تو دنیا میں ایسا نہیں۔ اسی کی لیاقت کے اور آدمی بھی تو دنیا میں موجود ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ سان پر چڑھا ہوا ہے۔ اور وہ زنگ آلود ہیں اسے خدا تعالیٰ نے صیقل کر کے صاف کر دیا ہے۔ اور دوسروں کو زنگ کھا رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ ان کے مقابلہ کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔ غرض ایک احمدی بھی ایسا نہیں جو کہہ سکے۔ کہ میں تبلیغ کے قابل نہیں ہوں۔ اگر ہم کسی زمیندار سے کہیں۔ کہ اپنا ہل چھوڑ دو۔ اور لاہور کے ڈویژن کو تبلیغ کرو۔ تو وہ عذر کر سکتا ہے۔ کہ میں اتنی لیاقت نہیں رکھتا۔ اگرچہ میں اس کو بھی صحیح نہیں مان سکتا۔ کیونکہ [illegible] کچھ [illegible] سکتا ہے

اگر ایمان اعلیٰ ہو تو کونسا ایسا انسان ہو سکتا ہے جسے تبلیغ نہیں کی جا سکتی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ایسا ان پڑھ ہوں اور ناخواندہ ہوں۔ جیسا جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو اردو [illegible] نہیں سکتا۔ اسی طرح میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں عربی سے ایسا ہی ناواقف ہوں۔ جیسا کہ جماعت کا ہر وہ شخص جو عربی سے بالکل ناواقف ہے۔ اور میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں انگریزی زبان سے ایسا ہی نابلد ہوں جیسا کہ جماعت کے وہ دوست جنہوں نے بالکل انگریزی تعلیم حاصل نہیں کی۔ مگر ان تینوں میں سے کوئی بھی ایسا علم نہیں۔ جس میں میں نے کوئی امتحان پاس کیا ہو۔ یا کوئی کمال حاصل کیا ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ میری یہ تینوں تعلیمیں نامکمل رہیں۔ اور چونکہ ہمارے گھر میں اردو بولی جاتی ہے۔ اس لئے پنجابی جو ہمارے صوبہ کی زبان ہے۔ اس کا بھی یہی حال رہا۔ مگر آج تک کسی میدان میں کسی نے مجھ سے گفتگو نہیں کی۔ جس کے متعلق یہ تو علیحدہ بات ہے۔ کہ میں یا میرے ساتھیوں نے یہ محسوس کیا ہو۔ کہ اس کا پلہ کمزور رہا ہے۔ بلکہ کبھی ایسا بھی نہیں ہوا۔ کہ اس نے یا اس کے ساتھیوں نے یہ محسوس کیا ہو۔ کہ اس کا پلہ بھاری رہا ہے۔ میں بچہ تھا۔ غالباً میری عمر اس وقت ۱۷۔۱۸ سال ہو گی۔ کہ میں لاہور گیا۔ اور ایک دوست سے کہا۔ کہ چلو تبلیغ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جس سے بڑے کام لینے ہوتے ہیں۔ اس کو حوصلے بھی بلند دیتا ہے میں نے بھی تبلیغ کے لئے کسی معمولی آدمی کو نہیں چنا۔ بلکہ اس زمانہ میں شمالی ہندوستان کے لئے عیسائیوں کا جو مشنری کالج تھا۔ اس کے پرنسپل ریورنڈ وڈ کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ اس کی عمر اس وقت ۵۰۔۵۵ سال کی ہو گی۔ اور پھر اس نے ساری عمر اسی کام میں گزاری تھی۔ مگر میری عمر اس وقت ۱۷۔۱۸ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور میں طالب علم تھا۔ لیکن میں نے تبلیغ کے لئے اسی کو چنا۔ اور پندرہ بیس منٹ کی گفتگو میں ہی میں نے اس کا ناطقہ ایسا بند کر دیا۔ کہ وہ گھبرا گیا اور یونانی کی ایک مثال پڑھ کر جس کا مطلب [illegible] ہر جاہل شخص کر سکتا ہے۔ مگر جواب دینے کے لئے عقلمند چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ تم تو اعتراض کر رہے ہو۔ اور اعتراض ہر شخص حتیٰ کہ بیوقوف بھی کر سکتا ہے اور اس طرح اس نے مجھ پر طنز کر کے اپنا پیچھا چھڑانا چاہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس طنز میں بھی مجھے اس پر غالب کیا۔ میں نے بلا ساختہ اسے جواب دیا۔ کہ میں تو آپ کو عقلمند ہی سمجھ کر آیا تھا۔ اور وہ یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب میں طالب علم تھا۔ اور طالب علم بھی وہ جو کبھی کسی جماعت میں پاس نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ظاہری امتحانوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے شاید اسی لئے کبھی کامیاب نہ ہونے دیا تا

جماعت کے سامنے

ایک زندہ مثال ہے۔ کہ جسکو خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے۔ انہیں ظاہری علوم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تم لاؤ کسی فن اور کسی علم کے آدمی کو جو مجھ سے بات کرے۔ فلسفی۔ اقتصادیات کا ماہر۔ تاریخ دان سائنس دان۔ غرضیکہ کسی علم کا جاننے والا اگر اسلام پر کسی رنگ میں اعتراض کرے۔ میرا نہ صرف یہ دعوے ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت سے ایسے اس میدان میں شکست دے سکتا ہوں۔ بلکہ یہ دعوے ہے کہ میں اسے قرآنی دلائل سے شکست دے سکتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ایک نشان رکھا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو تبلیغ سے اس وجہ سے کتراتے ہیں۔ کہ ہمیں علم نہیں۔ ایمان کے ہوتے ہوئے علم دوسروں سے سیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایمان علم آپ سکھا لیتا ہے جب ایمان کی صیقل چڑھ جائے۔ تو بڑے بڑے لارڈ پادریوں اور علماء کا مقابلہ انسان کر سکتا ہے۔ لیکن ہر شخص کا ایمان چونکہ اس پایہ کا نہیں ہوتا۔ ہر مومن سے ہم یہ امید نہیں رکھتے۔ کہ وہ بڑے بڑے آدمی سے بھڑ جائے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ہر مومن کو اپنے طبقہ کے ہر شخص پر ضرور فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ پس کوئی شخص اپنے علم کی کمی کے عذر کی وجہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ لیکن افسوس کہ بہت کم لوگوں نے اس تحریک [illegible] کہ لوگ اس تحریک کا خاطر خواہ سے سب جماعت ابھی اول رہے ہیں۔ لیکن اس میں کسی قدر جبری بھرتی کا بھی دخل ہے۔ اگر یہاں کے لوگ بھی اپنی ذمہ داری کا پوری طرح احساس کرتے۔ تو یہاں سے ہی دو اڑھائی ہزار آدمی مل سکتا تھا۔ اور اگر قریب کی جماعتیں مثلاً ضلع گورداسپور اضلاع ملحقہ سیالکوٹ۔ گجرات۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ امرتسر کی جماعتیں بھی اس تحریک پر صحیح طور پر لبیک کہتیں۔ تو اتنے آدمی مل سکتے تھے۔ کہ تبلیغ کے موجودہ میدانوں کو بہت زیادہ وسیع کیا جا سکتا تھا۔ مگر اب تو یہ حال ہے۔ کہ صرف چار علاقوں میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور ان کے لئے بھی کافی آدمی نہیں مل رہے حالانکہ یہ بہت ہی مفید کام ثابت ہوا ہے۔ کئی نئی جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور کئی قائم ہونے والی ہیں۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو توجہ کر رہے ہیں۔ اور کئی علاقے ایسے ہیں کہ جہاں کے لوگ جماعت در جماعت سلسلہ میں داخل ہونے کی توقع ہے۔ مگر نقص یہ ہے۔ کہ اگر ایک دفعہ بیس آدمی اس علاقہ میں گئے ہیں۔ تو دوسری دفعہ دس ہی بھیجے جا سکے ہیں۔ اور بقیہ دس لوگوں کے زیر تبلیغ رہ چکنے والوں کو جو سلسلہ کے قریب ہو چکے تھے۔ خالی چھوڑ دینا پڑا ہے۔ زیر تبلیغ لوگوں کے لئے مسلسل تبلیغ کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور جو لوگ احمدیت میں داخل ہو کر پکے نہیں ہو جاتے۔ ان کے لئے ایک مہینہ کا وقفہ بھی مضر ہوتا ہے۔ جس طرح بچے ایک ماہ کی رخصتوں کے بعد آتے ہیں۔ تو پہلا لکھا پڑھا انہیں سب کچھ بھول چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ مذہب کو پوری طرح سمجھ نہ چکے ہوں۔ انہیں ایک ماہ بھی خالی چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ پس جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ

ہر فن اور ہر پیشہ کے لوگ کم سے کم ایک ماہ تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ ان کے علاوہ دو سو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو دو تین ماہ دے سکیں۔ تا انہیں انچارج بنایا جا سکے۔

لیکن ایسے لوگ نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ انہیں رپورٹیں لکھنی ہوں گی۔ اور اگر کسی جگہ احمدیوں کو دکھ دیا جا رہا ہو تو افسروں سے بھی ملنا ملانا پڑے گا۔ اس لئے یہ لوگ لکھے پڑھے اور تجربہ کار ہوں۔ اگر جماعت کے لوگ اس طرح اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ تو نہ صرف یہ کہ ان کے علم اور تجربہ میں زیادتی ہو گی۔ بلکہ چند سالوں میں ہماری تبلیغ میں بھی اتنی وسعت پیدا ہو جائے گی۔ جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں۔ گھروں میں بے شک تبلیغ کرو۔ مگر اس طرح ایک ایک مہینہ کے لئے وقف کرنا کئی لحاظ سے فائدہ مند ہے۔ جو لوگ اس طرح تبلیغ کے لئے گئے ہیں۔ ان میں سے کئی اگرچہ کورے ہی واپس آئے ہیں۔ مگر بہت سے ہیں جن کے اندر یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ ہمیں اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ تا آئندہ زیادہ اچھی طرح تبلیغ کر سکیں۔

یہ رکوع جس کی میں نے آج تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسے ہی جماعتی کاموں کی طرف بلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض اوقات ایسے آتے ہیں۔ کہ

ساری قوم کو قربانی کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اور اس میں کوتاہی نیک نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ بلکہ قوم کو تباہ کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنو مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللّٰہ اثاقلتم الی الارض۔ ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الاٰخرۃ فما متاع الحیٰوۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم کہتے ہو۔ کہ ہم ایمان لائے۔ تو ایمان کے اس دعوے کے بعد وجہ بتاؤ کہ جب تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کے رستہ میں دور دور نکل جاؤ۔ اور جلدی جلدی اپنے کاموں سے فارغ ہو کر آ جاؤ۔ تو کیوں نہیں آتے۔ نفر کے ایک معنے دُور دُور نکل جانے کے ہیں۔ اور ایک جلدی آ جانے کے ہیں۔ آج ریل اور جہاز سفر کے لئے موجود ہیں۔ اور ہم کچھ مدد بھی دے دیتے ہیں ڈاک کا انتظام موجود ہے۔ اور ہر جگہ کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کے زمانہ میں نہ ریلیں تھیں۔ اور نہ جہاز۔ پھر سب سے بڑی مشکل یہ تھی۔ کہ ڈاک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اور پتہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ کہ ہمارا فلاں رشتہ دار کہاں ہے۔ اور کس حال میں ہے۔ مگر باوجود اس کے صحابہ کے اخلاص کا یہ حال تھا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب اختلاف پیدا ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی۔ تو ایک صحابی نے کہا۔ کہ اب یہاں جہاد کا میدان ختم ہے۔ چلو ہم کہیں اور چلیں۔ اور وہ چین کی طرف نکل گئے۔ اور وہاں اسلام کی بنیاد رکھی۔ اور آج چین میں۔ جو سات کروڑ مسلمان ہیں۔ ان سب کا ثواب ان کو ملتا ہوگا۔ غور کرو۔ کہ کہاں عرب ہے۔ اور کہاں چین۔ ہندوستان دونوں کے درمیان ہے۔ چین کی سرحد یہاں سے چار پانچ سو میل ہے۔ اور عرب سے دو ہزار میل لیکن ہم ابھی تک اہل چین کی خبر نہیں لے سکے حالانکہ اب سفر کی سہولتیں میسر ہیں۔ ڈاک کا سلسلہ ہے۔ اور ان مقامات پر بھی جہاں ڈاک بہت دیر سے پہنچتی ہے۔ چھ ماہ کے اندر متعلقین کے حالات کا علم ہو سکتا ہے۔ مگر اس زمانہ میں یہ باتیں نہ تھیں۔ اور تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ لوگ رشتہ داروں کی تلاش میں عمریں صرف کر دیتے تھے۔ ایک بچہ جب جوان ہوتا تو باپ کی تلاش میں نکلتا تھا۔ اور اسی میں بوڑھا ہو جاتا تھا۔ لیکن آج ڈھائی آنہ کا خط ساری دنیا میں خبریں پہنچا دیتا ہے۔ پھر اس زمانہ میں لوٹ مار کا سلسلہ بہت زیادہ تھا۔ مگر اب بیشک چین کے بعض حصوں میں بے شک ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ لیکن جاپان، سٹریٹ سیٹلمنٹ۔ جاوا۔ سماٹرا وغیرہ میں جاؤ۔ وہاں کوئی خطرہ نہیں۔ پھر ریلوں اور جہازوں کا سفر ہے۔ اور زائد چیز یہ ہے۔ کہ امداد کی بھی صورت ہے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود تمہارے اندر وہ جوش نہیں۔ جو پہلے زمانہ میں صحابہ کے اندر تھا حالانکہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ بنایا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے مراد صرف آپ کی ذاتی زندگی ہی نہیں۔ بلکہ صحابہ بھی اس میں شامل ہیں۔ وہ بھی آپ کی زندگی کا جزو تھے اور جیسی قربانیاں انہوں نے کیں۔ ویسی ہی خدا تعالیٰ ہم سے بھی چاہتا ہے۔ اگر ہم میں ایسے لوگ پیدا نہ ہوں۔ تو ہم کس طرح ان جیسا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے ایسے

نوجوانوں کی ضرورت

ہے۔ جو تعلیم سے فارغ ہو چکے ہوں۔ اور باہر نکل جائیں۔ مگر ہزاروں ایسے فارغ التحصیل نوجوان ہیں۔ جو گھروں میں بیٹھے روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ اور ماں باپ کے لئے بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ مگر کوئی مفید کام نہیں کرتے۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو پھر خدا تعالیٰ کے الفاظ میں توجہ دلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللّٰہ اثاقلتم الی الارض۔ اے وہ لوگو۔ جو ایمان لائے ہو۔ اس کی وجہ بتاؤ۔ اگر تم مومن نہیں ہو۔ تو پھر تو یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ ہمیں کوئی علم نہ تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے ہیں۔ پھر تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ ہمارا اس بات پر ایمان نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پھیل جانے کا حکم ہے۔ پھر تمہیں یہ بھی اختیار ہے۔ کہ کہدو۔ قرآن کریم میں اس کے لئے ثواب اور انعام کا جو وعدہ ہے۔ ہم اس پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن جب تم کہتے ہو۔ کہ ہم ایمان لائے۔ اور جب تمہیں علم ہے۔ کہ

تبلیغ کا قرآن کریم میں عام حکم

ہے۔ اور صراحتہً انفروا کا حکم موجود ہے۔ یعنی دُور نکل جاؤ۔ اور کلام الٰہی کو پھیلاؤ پھر قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کام کے بڑے بڑے اجر ہیں۔ تو ان سب باتوں کے ماننے کے باوجود تم بتاؤ۔ کہ تمہیں کیا عذر ہے، کہ جب تم کو دین کی خدمت کے لئے جماعتی طور پر بلایا جاتا ہے۔ تو تم فوراً اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے۔ انفروا فی سبیل اللّٰہ میں دور دور نکل جانے کا بھی حکم ہے۔ اور چند ماہ کے وقف کی جو صورت میں نے پیش کی ہے۔ وہ بھی اس میں شامل ہے۔ کیونکہ انفروا کے معنے صرف جلدی سے نکل کھڑے ہونے کے بھی ہوتے ہیں۔ کئی لوگ یہ عذر کر دیتے ہیں۔ کہ ہم گھروں میں ہی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر گھروں میں یکسوئی سے تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ وہاں آدمی بیوی بچوں کے مشاغل میں الجھا رہتا ہے۔ کبھی بچہ بیمار ہو گیا۔ تو اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ کبھی کسی اور طرف توجہ بٹ گئی۔ لیکن دوسرے علاقہ میں دوسرے مشاغل سے بالکل فارغ ہو جاتا ہے۔

پس میں پھر جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یا تو وہ تبلیغ کے لئے کچھ وقت یا پورے وقت کو پیش کریں۔ یا

وجہ بتائیں کہ وہ کیوں ایسا نہیں کرتے

تم سے یہ سوال میں نے آج پوچھا ہے لیکن اپنے ایک بچہ سے آج سے چار پانچ مہینہ پہلے یہ سوال کیا تھا۔ حالانکہ وہ تعلیم میں مشغول ہے۔ کہ وجہ بتاؤ۔ تم نے اپنا نام تبلیغ کے لئے کیوں پیش نہیں کیا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اعلان دوسروں کے لئے ہی ہوتے ہیں اور تمہارے لئے نہیں۔ اگر میں تمہیں حکم نہیں دیتا تو اس لئے کہ تم میرے حکم سے دین کی خدمت کرنے کی وجہ سے ثواب سے محروم نہ ہو جاؤ اور چاہتا ہوں۔ کہ نیکی کی تحریک تمہارے اپنے دل میں پیدا ہو۔ تمہارا فرض تھا کہ سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کرتے۔ تو یہ سوال میں اپنے لڑکوں سے پہلے پوچھ چکا ہوں۔ اور آج باقی لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ اپنے نفسوں سے پوچھ کر بتاؤ۔ کہ کیوں اس حکم پر تم عمل نہیں کرتے۔ یا تو کہو۔ کہ تبلیغ ضروری نہیں۔ یا احمدیت کی صداقت ہم پر ظاہر نہیں ہوئی۔ یا یہ ثابت کرو۔ کہ اس کے نتیجہ میں تم خدا تعالیٰ کی رضا کے امیدوار نہیں ہو۔ جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات کہدے۔ میں اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر احمدیت سچی ہے۔ اگر قرآن کریم کے ان احکام پر عمل کرنا ضروری ہے اگر اس کے نتیجہ میں انعام حاصل ہونے پر تمہارا ایمان ہے۔ تو پھر بتاؤ۔ کہ خدا تعالیٰ سے تم یہ تمسخر کر رہے ہو۔ یا نہیں۔

کہ کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ ہو۔ صحابہ کرام میں سے تو ایک بڑے حصہ نے اپنے وطن دین کے لئے چھوڑ دیئے۔ اور میں تو تم سے صرف ایک یا دو مہینے وقف کر دینے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ یاد رکھو یہ مطالبہ میری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا نے میرے ذریعہ سے یہ مطالبہ کیا ہے۔ تا پتہ لگ جائے کہ تم میں سے کتنے ہیں۔ جنہیں اگر وطن چھوڑ دینے کے لئے بلایا جائے۔ تو وہ اس کے لئے تیار ہوں گے۔ جس طرح ریزرو فورس کو سال میں ایک مہینہ کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ ٹریننگ بالکل اسی طرح کی ہے۔ اور جو شخص ایک مہینہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہے۔ اس کے متعلق امید کی جاسکتی ہے۔ کہ اگر بارہ مہینوں کی ضرورت ہوئی۔ تو بھی وہ ضرور اپنے آپ کو پیش کریگا لیکن جو لوگ ایک مہینہ کے لئے بھی اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے۔ ان کو میں کس طرح ایسے لوگوں کی فہرست میں شامل کر سکتا ہوں جن کے متعلق یہ امید کی جاسکتی ہے۔ کہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو وہ اپنے وطنوں کو چھوڑ دیں گے مشہور ہے کہ اکبر بادشاہ کے دربار میں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ

اندھے زیادہ ہیں یا سوجاکھے

اس کے دربار میں ایک شخص مولوی عبدالقادر نامی تھے۔ انہوں نے کہا اندھے بہت زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ ان کے اصرار پر اس نے حکم دیا۔ کہ اندھوں اور سوجاکھوں کی لسٹیں تیار کی جائیں اور انہی مولوی صاحب کو اس کام پر مقرر کیا مولوی عبدالقادر صاحب ایک بڑے بازار میں بیٹھ گئے۔ اور لسٹ بنانے لگے۔ بادشاہ بھی ان کا کام دیکھنے کے لئے بازار میں سے گزرے۔ دوسرے دن جب اندھوں کی فہرست بادشاہ کے سامنے پیش ہوئی۔ تو سب سے پہلے بادشاہ کا نام ہی اس میں لکھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے کہا۔ کہ حضور میں بازار میں وقت گزارنے کے لئے رسی بٹ رہا تھا جب آپ گزرے۔ تو آپ نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ کیا کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ دیکھ نہیں سکتے۔ ورنہ ہر آنکھ والا شخص دیکھ سکتا تھا۔ کہ میں رسی بٹ رہا تھا۔ ان کا مطلب درحقیقت یہ تھا۔ کہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں میں عقل سے کام نہیں لیتے پھر وہ بینا کہلانے کے مستحق کیونکر ہوسکتے ہیں۔ اور نابینا سے مراد عقل کے اندھے تھے۔ نہ کہ ظاہری آنکھوں سے محروم۔ اب تم بتاؤ۔ کہ اگر میں بھی ایسے لوگوں کی لسٹیں بنانا چاہوں۔ جن کے متعلق مجھے یقین ہو۔ کہ وہ خدا کے لئے اپنا گھر بار اور وطن چھوڑ دیں گے۔ تو اس فہرست میں کن کا نام لکھوں کیا ان کو میں اس میں شامل کرسکتا ہوں۔ جنہوں نے ایک مہینہ بھی تبلیغ کے لئے وقف نہیں کیا۔ کیا تم امید کرتے ہو۔ کہ اس فہرست میں میں ایسے لوگوں کے نام لکھدوں اور کہوں کہ اے خدا یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنا سب کچھ تیری راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر میں ایسا کروں۔ تو بتاؤ کہ کیا میرا نام بھی جھوٹوں میں نہیں لکھا جائیگا اس لئے میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ خدا تعالےٰ کا دین مرچکا ہے۔ وہ اسے زندہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ اور آپ لوگوں نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ آپ کے وعدے تو بیعت کے ذریعہ بہت بڑے ہیں۔ سردست صرف وعدہ کا ایک حصہ پورا کرنے کے لئے میں آپ لوگوں کو بلا رہا ہوں پس آپ لوگوں کا فرض ہے۔ کہ میری آواز پر لبیک کہہ کر اپنے وعدوں کی سچائی کا ثبوت دیں۔ جو آیات میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں موجودہ حالات کے مشابہ حالات میں خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ تم مسلمانوں سے پوچھو کہ وجہ کیا ہے۔ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ دور دور نکل جاؤ۔ یا کچھ حصہ اپنے اوقات کا خدا کے لئے دو تو اثاقلتم۔ تم دنیا کے کاموں میں محو رہتے ہو۔ اور اس حکم کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہو۔ وہی سوال میں آج آپ لوگوں سے کرتا ہوں۔

دشمن ہماری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے

جب میں نے یہ خطبہ پڑھا تھا۔ تو کیا اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ نہیں بلکہ جب ان مخالفوں نے جو اس وقت مجلس میں بیٹھے تھے۔ یہ خطبہ سنا تو چاروں طرف دیکھا۔ کہ کون ہے۔ جو اس پر لبیک کہتا ہے۔ پھر جب یہ اخباروں میں چھپا اور دشمنوں نے اسے پڑھا۔ تو سب دشمن دیکھنے لگے۔ کہ احمدی اس پر کس طرح عمل کرتے ہیں۔ وہ سال بھر دیکھتے رہے کہ احمدی اثاقلتم کے مصداق ہوتے ہیں یا نفور کرتے ہیں۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ اگر غیر احمدیوں کے سامنے یہ مطالبہ پیش کیا جاتا۔ تو باوجود اس کے کہ ان کی تعداد آٹھ کروڑ ہے۔ ان میں سے اتنے لوگ بھی اپنے آپکو پیش نہ کرتے۔ جتنے احمدیوں نے پیش کئے ہیں۔ مگر ہم نے غیروں پر ناز کرنا ہے۔ یا اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ اگر ہمارا کام فخر کرنا ہی ہوتا۔ تو ہم ہر سٹیج پر جاکر یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ تم لوگ ہمارا کیا مقابلہ کرسکتے ہو۔ تم مردہ ہو اور ہم زندہ۔ لیکن جب ہم نے خدا تعالےٰ کو جواب دینا ہے۔ تو پھر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہم میں سے بہت لوگ ابھی سست ہیں۔ کیا کوئی عقلمند مجسٹریٹ کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں قتل کے جرم سے اس لئے بری ہوں۔ کہ میں نے صرف ایک تلوار ماری تھی۔ اور فلاں نے دس۔ اگر کسی مجسٹریٹ کے سامنے جس کی عقل پر پردہ نہ پڑا ہوا ہو۔ یہ عذر نہیں چل سکتا تو خدا تعالےٰ کے حضور یہ جواب کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔ جب کوئی عقلمند کسی مجسٹریٹ کے سامنے یہ عذر پیش نہیں کرسکتا۔ تو تم خدا تعالےٰ کے حضور کس طرح پیش کرسکتے ہو۔ تم خدا تعالےٰ کے سامنے یہ عذر بھی پیش نہیں کرسکتے۔ کہ ہم میں تعلیم نہ تھی۔ کیونکہ وہ کہیگا۔ کہ جن کو تم نے تبلیغ کرنی تھی۔ کیا وہ سارے تعلیم یافتہ ہی تھے۔ میں تم پر فضل کرنے والا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ احمدی ہوتے ہی میں نے تمہاری عقل اور فہم کو تیز کر دیا تھا۔ میں تمہارا استاد ہوں۔ اور جانتا ہوں۔ کہ یہ عذر جھوٹ ہے جب کوئی شخص خدا تعالےٰ کا سچا دین قبول کرتا ہے۔ تو اس کو عقل اور علم دونوں دیئے جاتے ہیں۔ پس تم یہ جواب بھی نہیں دے سکتے۔ تم غیر کو تو دھوکہ دے سکتے ہو۔ مگر اپنے خدا جو تمہارا استاد ہے۔ دھوکہ نہیں دے سکتے۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل

کیا تم آخرت کے بدلہ میں دنیوی زندگی

پر راضی ہوگئے ہو یعنی اصل وجہ دینی خدمت میں سستی کی یہی ہے کہ آدمی خیال کر لیتا ہے۔ کون اپنا کام چھوڑ کر جائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں جنت کی زندگی پسند نہیں ہے۔ اور اگر واقعہ میں پسند نہیں۔ وہ کیوں خواہ مخواہ تمہیں جنت میں داخل کریگا۔ ایک شخص اپنے دوست کے لئے پلاؤ تیار کراتا ہے۔ مگر وہ کہتا ہے پھینکو اسے۔ مجھے روٹی ہی اچھی ہے۔ تو وہ ہرگز اسے زبردستی پکڑ کر پلاؤ اس کے مونہہ میں نہیں ڈالے گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جب تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ آؤ جنت کے لئے سامان مہیا کرلو۔ تو تم اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمہیں اخروی زندگی پسند نہیں۔ اور جب تمہیں پسند نہیں۔ تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ جنت دوں۔ اس دنیا میں ہی تم جتنا مزا اٹھانا چاہتے ہو اٹھا لو۔ مگر جنت کی مجھ سے امید نہ رکھو۔ ہاں

ایک نصیحت

ہے جو میں تمہیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تمہاری مرضی ہے۔ کہ بے شک دنیوی زندگی کو پسند کرلو۔ مگر یہ تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ یہ ختم ہو جانے والی ہے۔ آخرت کے مقابلہ میں یہ دنیا چند سالہ ہے۔

اگر تم یہ سمجھ لو۔ کہ یہی زندگی زیادہ شیریں ہے تو بھی تم اسے تو تسلیم کروگے۔ کہ اس کا عرصہ بہت تھوڑا سا ہے۔ اور آخرت اگر اس سے کم اچھی ہے۔ تو بھی وہ لمبی ضرور ہے۔ کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے۔ کہ ایک وقت وہ پلاؤ کھائے۔ اور باقی عمر اسے سوکھی روٹی کھانی پڑے جس سے دانت ٹوٹ جائیں۔ پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ آخرت کی زندگی کا مزہ اس زندگی سے کم ہے۔ تو بھی وہ اچھی ہے کیونکہ وہ لمبی ہے۔ اور کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ ایک وقت پلاؤ زردہ کھا کر عمر بھر فاقہ سے رہے۔ اس کے مقابلہ میں باقاعدہ دال روٹی کو وہ زیادہ پسند کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ تم اس دنیا کو اگلے جہاں پر ترجیح دو۔ پھر فرمایا۔ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اگر تم اس کام کے لئے نہیں نکلو گے۔ تو تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ وہ تم کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ آج تو تم یہ شکایت کرتے ہو۔ کہ دشمن تمہیں گالیاں دیتے ہیں۔ اور دل دکھتا ہے۔ لیکن اگر تم تبلیغ کرتے۔ تو یہ حالت کیوں ہوتی۔ یہ تم چالیس سالہ سستی کا ہی نتیجہ بھگت رہے ہو۔ اگر ہر فرد نے خدا تعالےٰ کے دین کے لئے ایک ایک مہینہ ہی لگایا ہوتا تو آج ہمیں یہ تسلی ہوتی۔ اور ہم کہہ سکتے تھے کہ خدایا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ یہ گالیاں تیری کسی تقدیر کی وجہ سے مل رہی ہیں۔ لیکن

تم اپنے دلوں کو ٹٹولو

کہ خدا کی دستگیری کی وجہ سے تم احمدی ہوئے ہو۔ یا احمدیوں کی کوششوں سے۔ ہر شخص محسوس کرے گا۔ کہ زیادہ تر اس کی احمدیت میں خدا تعالےٰ کے فضل کا دخل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ احمدی بھی کوششیں ضرور کرتے ہیں۔ لیکن سینکڑوں۔ ہزاروں لوگ ایسے ہیں۔ جو خوابوں کی بناء پر احمدیت میں داخل ہوئے بہت سے ایسے ہیں۔ کہ انہوں نے خود تحقیقات کی۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کے پاس احمدی پہنچے۔ انہوں نے ان کو مارا پیٹا۔ گالیاں دیں۔ مگر آخرکار وہ احمدی ہو گئے۔ مگر زیادہ تر وہی ہیں۔ جنہوں نے اپنی خوابوں یا اپنی تحقیقات یا مخالفوں کے ذریعہ ہدایت پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک بڑے ادیب آئے۔ اور بیعت کی۔ وہ ایک اردو زبان کی لغت تیار کر رہے تھے۔ مگر ختم کرنے سے پہلے فوت ہو گئے۔ ریاست رامپور کی طرف سے ان کے لئے وظیفہ مقرر تھا۔ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ کہ آپ کو تبلیغ کس نے کی۔ تو انہوں نے بے ساختہ جواب دیا۔ کہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

نے جب ان سے پوچھا گیا۔ کس طرح۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ان کی مخالفانہ تصانیف کو دیکھ کر خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ کوئی اہم معاملہ ہے۔ پھر اتفاقاً کہیں درثمین مل گئی۔ اسے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اسلام دشمنی کا جو الزام وہ لگاتے تھے۔ سراسر جھوٹ تھا۔ اس پر مزید مطالعہ کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے سینہ کھول دیا۔ تو ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جن کو مخالفوں نے تبلیغ کی۔ اور آج بھی جتنے لوگ احمدیت کے نام سے واقف ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر وہ ہیں۔ جو احرار کی کوششوں کی وجہ سے واقف ہیں۔ ہماری وجہ سے کم ہیں۔ اس لئے ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم تبلیغ کے لئے نہیں نکلو گے۔ تو دردناک عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ اور اس سے زیادہ دردناک عذاب کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری غفلت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے مامور اور اس کے نشانوں کو گالیاں دی جائیں۔ اگر دل میں ذرہ بھی ایمان ہو۔ تو اس نظارہ سے دل پھٹ جاتا ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ ایک اور عذاب ہے۔ چنانچہ فرمایا وَیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ۔ پہلے تو تمہیں دکھ دلوائیں گے اور پھر تم کو مرتد کرا دیں گے۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ ایمان لے آئیں گے۔ استبدال۔ ایک چیز لے لینے۔ اور دوسری دے دینے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اور دوسروں کو ایمان نصیب کر دیں گے وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا۔ اور وہ بڑی بڑی ڈینگیں مارنے والے جو کہا کرتے تھے۔ کہ ہم نے یوں قربانی کی۔ اور اس طرح دین کی امداد کی، ان سے کہیں گے۔ کہ تم اپنی ساری قربانیاں گھر لے جاؤ۔ پھر بھی سلسلہ کو کوئی ضعف نہیں پہنچے گا۔ تم مرتد ہو جاؤ گے چلے جاؤ گے۔ پھر بھی سلسلہ ترقی کرے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم پر ہی ساری ذمہ داریاں ہیں اگر ہم یہ کام نہ کریں گے۔ اور کون کرے گا۔ جس خدا نے تمہیں ایمان دیا تھا۔ وہ مرتد بھی کر سکتا ہے۔ اور دوسروں کو ایمان نصیب کر سکتا ہے۔ پس اگر تم گھروں سے نہ نکلو گے۔ تو پہلے ہم تمہیں دشمنوں سے عذاب دلوائیں گے۔ اور پھر مرتد کر کے اگلے جہاں میں خود عذاب دیں گے۔

تم یہ نہ سمجھو۔ کہ ایمان کے بعد ارتداد کس طرح ہو سکتا ہے۔ ارد گرد دیکھو۔ کتنے ہیں۔ جو

سستیوں کی وجہ سے ارتداد کی طرف

چلے گئے ہیں۔ ایک ارتداد کا درمیانی طبقہ پیغامی ہیں۔ جن کا بڑا کام آج صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجہ کی تخفیف کرنا رہ گیا ہے۔ وہ بڑی بے تکلفی سے کبھی ظلی نبوت کی تخفیف کریں گے۔ کبھی کہیں گے۔ کہ ظل کو تو جوتے مارنے بھی جائز ہوتے ہیں۔ ان میں اگر کوئی سمجھدار ہو۔ اور غور کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو عظمت ان کے دلوں میں پہلے تھی۔ کیا اب بھی وہی ہے۔ تو اسے بڑا فرق نظر آئے گا میں نہیں سمجھتا۔ کہ وہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو عقیدت ان کے دلوں میں پہلے تھی۔ وہی اب ہے۔ غیر احمدیوں سے پوچھ کر دیکھ لو۔ کہ ان لوگوں کے دلوں میں احمدیت کے لئے جو جوش پہلے تھا۔ کیا اب بھی ہے۔ غالباً وہ بھی یہی شہادت دیں گے کہ پہلے وہ احمدیت کا بہت جوش رکھتے تھے۔ مگر اب وہ سرد ہے۔ پھر ان سے آگے چلے جاؤ۔ تو وہ لوگ بھی موجود ہیں۔ جو حقیقی معنوں میں مرتد ہو چکے ہیں۔ اور گالیاں دینا ان کا صبح شام کا شغل ہے۔ پس یہ ناممکن امر نہیں۔ اور

مومن کو ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئیے

کہ کہیں سستی کی سزا میں ایمان ضائع ہو کر ارتداد کا عذاب نہ نازل ہو جائے۔ اس کے آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ فرمایا۔ خدا تعالےٰ تو تمہیں ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دینا چاہتا ہے۔ ورنہ اگر تم مدد نہ بھی کرو گے تو بھی خدا خود اپنے رسول کی مدد کرے گا۔ اور خدا تعالےٰ اس سے پہلے ایسے اوقات میں اس کی امداد کر چکا ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اگر بندوں کی مدد سے ہی اس کا کام چل سکتا ہے تو اس وقت اس کی کون مدد کرتا تھا۔ تم سارے تو اس وقت تلواریں لئے پھرتے تھے۔ اسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالےٰ نے اس کی مدد کی۔ اور یہ اتنی کھلی بات ہے۔ کہ کافر بھی اسے محسوس کرتے ہیں۔ کارلائل انگلستان کے چوٹی کے مصنفین میں سے ایک ہے۔ اور ایسے مصنفین میں سے ہے جو اقوام کی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ مگر میری سمجھ میں یہ بات کبھی نہیں آئی جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تو اس کے صاف معنے ہیں۔ کہ کوئی تلوار چلانے والے بھی تھے۔ پس سوال یہ ہے۔ کہ وہ تلوار چلانے والے کہاں سے آئے تھے اور انہیں اسلام میں کون لایا تھا۔ اگر کہو کہ وہ تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے۔ تو جو مذہب تلوار چلانے والوں کو فتح کر سکتا تھا۔ دوسروں کو بھی فتح کر سکتا تھا۔ یہ کیا ہی نظم کے مطابق جواب ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ اگر تم کہدو۔ کہ ہم سے مدد نہیں ہو سکتی۔

تو تمہاری مدد کی ضرورت ہی کیا ہے۔

تم صاف کہدو

ہم نہیں کرتے۔ یہ درمیانی طریق کیوں اختیار کرتے ہو۔ میں بھی یہی بات آج جماعت سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تم میری مدد اس حد تک نہیں کرنا چاہتے جس حد تک میرے نزدیک دین مدد کا محتاج ہے تو صاف کہدو۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ وہ خواہ آسمان سے اتارے یا زمین سے نکالے اپنے سلسلہ کی ترقی کے سامان خود کریگا تم کہہ دو کہ ہم ساتھ نہیں جا سکتے۔ یا صرف فلاں حد تک جانے کے لئے تیار ہیں۔ جو ایسا کہدے گا۔ اس کی بیعت اگر میں چاہوں تو رکھوں گا۔ ورنہ نہیں۔ اور اگر رکھوں گا تو پھر ساتھ نہ چلنے کا اسے مجھے شکوہ نہ ہوگا شکوہ ہے تو ان لوگوں پر جو بیعت کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ ہمارا سب کچھ حاضر ہے۔ مگر پھر ساتھ نہیں چلتے بلکہ جب حقیقی قربانی کا وقت آتا ہے سستی دکھلاتے ہیں۔ دیکھو ایک شخص اگر دوسرے سے کہے کہ تم اس سال غلہ نہ خریدو اور کوئی انتظام نہ کرو اس سال کے لئے میں تمہارے غلہ کا ذمہ وار ہوں۔ اور پھر غلہ کا انتظام بھی کرے تو اس پر ضرور شکوہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ نہ آتا اور کوئی وعدہ نہ کرتا تو پھر اس پر کوئی شکوہ نہ ہوتا۔ بلکہ اس پر شکوہ کرنے والے کو ہر شخص بے حیا کہتا۔ لیکن اگر وہ کہتا ہے کہ تم سامان نہ کرو۔ اب کے سال غلہ میرے ذمہ ہے۔ اور میں بھیج دوں گا۔ تو پھر نہ بھیجنے کی صورت میں اسے بے حیا کہا جائے گا۔ تو اس نے خواہ مخواہ دوسرے کو دھوکا دیا۔ اور اس کے لئے تکلیف کا موجب ہؤا۔ اسی طرح میرا تم پر کوئی حق نہیں۔ بلکہ تم پر تو کیا مذہب کے بارہ میں میرا اپنے بیوی بچوں پر بھی کوئی حق نہیں۔ اگر میری کوئی بیوی یا بچہ کہہ دے کہ میں احمدی نہیں۔ تو مذہبی لحاظ سے اس پر میرا کوئی حق نہیں۔ اور اسی طرح اگر تم میں سے کوئی یہ کہدے کہ وہ بیعت میں نہیں رہنا چاہتا۔ یا بعض شرائط کے ساتھ بیعت رکھنا چاہتا ہے۔ اور میں اس کی بیعت کو قبول کرلوں تو میرا حق نہیں۔ کہ ان شرطوں سے آگے اسے جانے کے لئے مجبور کردوں۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ کی پہلی بیعت میں شرط منظور کی تھی۔ کہ مدینہ کے مسلمان اسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ جب کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہوں۔ مدینہ سے باہر وہ لڑائی کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ اگر اسی طرح آج کوئی شرطی بیعت کرنا چاہتا ہے تو اسے بیعت سے پہلے واضح کردینا چاہئیے۔ تاکہ میں چاہوں تو اس کی بیعت قبول کروں اور چاہوں تو رد کردوں۔ اور اگر ایسے شخص کی بیعت منظور کروں تو بے شک میرا حق نہیں ہوگا۔ کہ اسے اس حد سے آگے لے جاؤں۔ جس حد تک ساتھ چلنے کا اس کا وعدہ ہو لیکن جو شخص پہلے بے شرط بیعت کرتا اور بعد میں شرطیں باندھتا ہے۔ دین کے لئے قربانی کرنے سے ہچکچاتا اور بہانے بناتا ہے۔ وہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھ سے کیوں مطالبہ کیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا۔ کہ تمہارے اپنے اقرار کی وجہ سے تم سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دریافت کرتا ہے۔ کہ میں تو تم سے مدد مانگنے کے لئے نہیں گیا تھا۔ تم نے خود کہا تھا کہ ہم مہاجر اور انصار بنتے ہیں۔ ورنہ جب تم نہیں تھے۔ اس وقت بھی خدا اپنے رسول کی مدد کرتا تھا۔ تم نے کہا ہم مدد کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اچھا ہم خدمت کا موقعہ تمہیں دیتے ہیں۔ ہاں اگر تم خود مدد کرنا نہ چاہو۔ تو ہم تمہیں مجبور نہیں کرسکتے۔ یہ دیکھ لو۔ کہ جب ہمارا رسول صرف ایک ساتھی کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا تھا۔ اس وقت اس کی کس نے مدد کی تھی۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض لوگ ثانی اثنین کا ترجمہ دو میں سے دوسرا کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس میں ثانی کا لفظ زائد آگیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ ثانی اثنین کے معنی یہی ہیں کہ جب اس کے ساتھ صرف ایک شخص تھا۔ یعنی دو شخصوں میں سے یہ ایک تھا۔ اس میں کوئی لفظ زائد نہیں۔ اور جو اس کے کوئی اور معنے کرتا ہے۔ وہ عربی سے ناواقفی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب کافروں نے ہمارے رسول کو نکال دیا۔ تو اس وقت جب صرف ایک ساتھی اس کے ساتھ تھا اس وقت بھی ہم نے اس کی مدد کی۔ یہ اشارہ

غار ثور کے واقعہ کی طرف

ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ جب بعض صحابہ حبشہ کو اور بعض مدینہ کو ہجرت کرگئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ آپ بھی ہجرت کریں۔ مگر آپ نے ہمیشہ یہی جواب دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا حکم آنے پر کروں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی کئی بار ہجرت کی خواہش کی۔ مگر ان کو بھی آپ نے روک دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ الہاماً آپ کو معلوم ہوچکا تھا۔ کہ وہ آپ کے ساتھی ہونگے ایک دن آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ آج ہجرت کا حکم مجھے ہوگیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی ساتھ چلنے کا موقعہ دیجئے۔ اور میرے پاس ایک تیز رفتار اونٹنی ہے۔ اسے ہدیۃً قبول فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ساتھ چلنے کی تو اجازت ہے، مگر اونٹنی میں تحفۃً نہیں لوں گا۔ بلکہ اس کی قیمت دوں گا۔ رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں گھر سے نکلے۔ جب ہر قوم کا ایک ایک آدمی تلواریں لئے مکان کے باہر اس نیت سے کھڑا تھا کہ آپ باہر نکلیں تو قتل کردیا جائے۔ آپ کو ان کے اس منصوبہ کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوچکا تھا۔ اس لئے آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا تاکہ کفار مطمئن رہیں کہ آپ گھر میں سو رہے ہیں وہ دروازوں کی درازوں میں سے دیکھتے تھے۔ اور اس انتظار میں تھے۔ کہ گھر سے باہر آئیں تو آپ کو قتل کریں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھیرے میں نکل کر ان کے سامنے سے باہر نکل گئے اور کفار نے سمجھا کہ یہ کوئی اور شخص ہے آپ اندر لیٹے ہوئے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقررہ جگہ پر پہنچ کر حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا۔ اور غار ثور پر جا پہنچے۔ میں اس غار کے قریب تک گیا ہوں لیکن افسوس ہے کہ دل کے ضعف کی وجہ سے میں عین اس کے دہانہ پر نہیں پہنچ سکا۔ سو یا پچاس گز کے فاصلہ پر تھک کر رہ گیا۔ رستہ سخت دشوار گذار ہے اور میرا دل چونکہ زیادہ چڑھائی پر چڑھنے سے دھڑکنے لگتا ہے۔ اس لئے میں عین وہاں تک نہ پہنچ سکا مگر اپنے ایک ساتھی کو وہاں تک بھیجا۔ جس نے بتایا۔ کہ کوئی گز چوڑا منہ ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو لیکر وہاں پہنچ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ چونکہ تہجد کی نماز پڑھنے کیلئے کعبہ میں جایا کرتے تھے

اس لئے کفار کا ارادہ یہ تھا۔ کہ جب تہجد کے لئے گھر سے باہر نکلیں گے۔ تو قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ایسا تصرف کیا۔ کہ آپ جب گھر سے نکلے۔ تو کسی نے یہ دریافت ہی نہیں کیا۔ کہ کون ہے۔ انہیں یقین تھا۔ کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں (چارپائی پر یا زمین پر جہاں بھی آپ سوتے تھے) کیونکہ حضرت علیؓ انہیں آپ کی جگہ پر لیٹے ہوتے نظر آتے تھے۔ صبح کے وقت جب آپ گھر سے نہ نکلے بلکہ ان کی جگہ حضرت علیؓ گھر سے نکلے تو ان کو بہت حیرت ہوئی۔ اور ان کو پتہ لگ گیا۔ کہ آپ رات کو چلے گئے ہیں۔ اس لئے کھوجیوں کو بلایا گیا۔ اور تعاقب کیا گیا کھوجی تعاقب کرنے والوں کو لیکر اس غار پر پہونچا اور کہا۔ کہ نشان یہیں تک ہے۔ یا تو وہ اس غار کے اندر ہیں۔ اور یا آسمان پر چلے گئے ہیں۔ عرب کے کھوجی بہت ماہر ہوتے تھے۔ اور ان کی بات پر بہت اعتبار کیا جاتا تھا لیکن اس وقت اللہ تعالےٰ نے کچھ ایسا تصرف ان کے دلوں پر کیا۔ کہ باوجود کھوجی کے اصرار کے انہوں نے یقین نہ کیا۔ کہ آپ اس غار میں ہیں۔ وجہ یہ ہوئی کہ غار کے اردگرد اس کے دہانہ پر جھاڑیاں ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اندر جانے کے بعد ان پر مکڑیوں نے جالا تن دیا۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ مکڑی ایک منٹ میں جالا تن دیتی ہے۔ ہم بچپن میں یہ کھیل دیکھا کرتے تھے۔ کہ ایک مکڑی نے جالا تننا شروع کیا ہے۔ اور ایک منٹ میں تن دیا ہے۔ مگر

تصرف الٰہی

کے ماتحت ان کی عقل ایسی ماری گئی۔ کہ انہوں نے خیال کیا۔ کہ اس غار میں کوئی نہیں اترا کیونکہ اگر کوئی اترتا۔ تو یہ جالے ضرور ٹوٹ جاتے اس وقت جب کھوجی یہ باتیں کر رہا تھا۔ کہ آپ یا اس غار میں ہیں۔ اور یا آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اس وقت کیا مشکل تھا۔ کہ وہ نیچے جھانک کر دیکھ لیتے مگر یہ بھی

ایک معجزہ

ہے۔ کہ کسی کو اس کی توفیق نہ ہوئی۔ لیکن کھوجی کے یہ الفاظ کہنے سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ مکّہ کے لوگ ضرور غار کے اندر اتر کر دیکھیں گے۔ پس اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر کہا کہ یا رسول اللہ اب کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے متعلق تو کوئی گھبراہٹ نہیں۔ کیونکہ اگر میں مارا گیا۔ تو میں ایک فرد ہوں۔ مجھے آپ کے متعلق فکر ہے۔ کیونکہ اگر آپ مارے گئے۔ تو دین اور امت تباہ ہو جائیں گے۔ یہ محبت بھرے الفاظ اللہ تعالےٰ کو اس قدر پسند آئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی۔ کہ اپنے ساتھی سے کہدو۔ کہ لا تحزن ان اللہ معنا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اے رسول تو ابوبکرؓ سے کہہ دے کہ رسول کے لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ نہ صرف اس کا بلکہ اس کا ساتھی ہونے کی وجہ سے تیرا بھی محافظ ہے۔ بعض نادان اعتراض کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ یہ گھبراہٹ اپنے لئے نہیں تھی۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر تھی۔ آپ کی اس حرکت پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کیا ان کا یہ ایمان نہ تھا کہ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ اور آپ کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ اور اس کا جواب یہ ہے۔ کہ

عشق است و ہزار بدگمانی

جب عشق کمال کو پہونچ جاتے۔ تو اس کے ماتحت کئی قسم کے توہمات شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بھی قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ بعض دفعہ کوئی میری شکایت کر دیتا۔ تو مجھ سے پوچھتے جب میرا جواب سن لیتے۔ تو کہتے کہ میاں بُرا نہ منانا عشق است و ہزار بدگمانی۔ مجھے اس وقت اپنے

بچپن کی ایک بات

یاد آگئی ہے۔ مجھے اس پر ہنسی بھی آیا کرتی ہے اور اس پر ناز بھی ہے۔ ہے تو وہ جہالت کی بات۔ مگر ایسی جہالت جس پر عقل کے ہزاروں فعل قربان کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایک دفعہ رات کے وقت صحن میں سو رہے تھے۔ کہ بادل زور شور سے گھر آتے۔ اور بجلی نہایت زور سے کڑکی۔ وہ کڑک اس قدر شدید تھی۔ کہ ہر شخص نے یہی سمجھا۔ کہ گویا بالکل اس کے پاس بجلی گری ہے اس کیفیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے بورڈنگ ہاؤس کا ایک لڑکا اس وقت گھبرا کر چارپائی سے گر پڑا۔ اور اس نے خیال کیا۔ کہ بجلی مجھ پر گری ہے۔ اور اس خوف سے اس نے شور مچانا شروع کیا۔ مگر دہشت کی وجہ سے اس کی زبان سے لفظ تک نہیں نکلتا تھا سننے والے حیران تھے۔ کہ وہ چارپائی کے نیچے پڑا ہوا بل بل کا شور کر رہا تھا۔ آخر کچھ دیر کے بعد وہ سمجھے کہ یہ بجلی بجلی کر رہا ہے۔ خیر تو جب بادل زور سے آئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام جو صحن میں سو رہے تھے چارپائی سے اُٹھکر کمرہ کی طرف جانے لگے۔ دروازہ کے قریب پہونچے۔ کہ بجلی زور سے کڑکی میں اس وقت آپ کے پیچھے تھا۔ میں نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر آپ کے سر پر رکھدیئے۔ اس خیال سے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے نہ آپ پر نہ گرے۔ اب یہ ایک جہالت کی بات تھی۔ بجلیاں جس خدا کے ہاتھ میں ہیں اس کا تعلق میری نسبت آپ سے زیادہ تھا۔ بلکہ آپ کے طفیل میں بھی بجلی سے بچ سکتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ہاتھوں سے بجلی کو نہیں روکا جا سکتا۔ مگر عشق کی وجہ سے مجھے ان سب باتوں میں سے کوئی بات بھی یاد نہ رہی محبت کے وفور کی وجہ سے یہ سب باتیں میری نظر سے اوجھل ہو گئیں۔ اور میں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ یہ جہالت کی بات تھی مگر اس جہالت پر میں آج بھی ہزار

عقل قربان کر دینے کیلئے تیار ہوں۔ کیونکہ

یہ جہالت عشق کی وجہ سے تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عشقیہ تھا۔ جب آپ مدینہ ہجرت ہونے کے لئے مکہ سے نکلے۔ تو اس وقت بھی آپ کا تعلق عاشقانہ تھا۔ اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا۔ تو اس وقت بھی تعلق عاشقانہ تھا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا کی وحی قرآنی نازل ہوئی۔ جس میں مخفی طور پر آپ کی وفات کی خبر تھی۔ تو آپ نے خطبہ پڑھا۔ اور اس میں اس سورۃ کے نزول کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک بندہ کو اپنی رفاقت اور دنیوی ترقیات میں سے ایک کے انتخاب کی اجازت دی۔ اور اس نے خدا تعالےٰ کی رفاقت کو ترجیح دی۔ اس سورۃ کو سنکر سب

صحابہؓ کے چہرے

خوشی سے تمتما اُٹھے۔ اور سب اللہ تعالےٰ کی تکبیر کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ الحمد للہ اب یہ دن آ رہا ہے۔ مگر جس وقت باقی سب لوگ خوش تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چیخیں نکل گئیں۔ اور آپ بے تاب ہو کر رو پڑے۔ اور آپ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ پر ہمارے ماں باپ اور بیوی بچے سب قربان ہوں۔ آپ کے لئے ہم ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ گویا جس طرح کسی عزیز کے بیمار ہونے پر بکرا ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی قربانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے پیش کی۔ آپ کے رونے کو دیکھکر اور اس بات کو سُنکر بعض صحابہ نے کہا دیکھو اس بڈھے کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کسی بندہ کو اختیار دیا ہے۔ کہ خواہ وہ رفاقت کو پسند کرے یا دنیوی ترقی کو۔ اور اس نے رفاقت کو پسند کیا۔ یہ کیوں رو رہا ہے۔ اس جگہ تو اسلام کی فتوحات کا وعدہ پیش کیا جا رہا ہے۔ حتّٰے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے بھی اس پر اظہار حیرت کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کے اس

استعجاب

کو محسوس کیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی بے تابی کو دیکھا۔ اور آپ کی تسلی کے لئے فرمایا۔ کہ ابوبکر مجھے اتنے

محبوب

ہیں۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کے سوا کسی کو خلیل بنانا جائز ہوتا۔ تو میں ان کو خلیل بناتا۔ مگر اب بھی یہ میرے دوست اور صحابی ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ

میں حکم دیتا ہوں۔ کہ آج سے سب لوگوں کے گھروں کی کھڑکیاں جو مسجد میں کھلتی ہیں بند کر دی جائیں۔ سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے۔ اور اس طرح آپ کے عشق کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے داد دی۔ کیونکہ یہ عشق کامل تھا۔ جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بتا دیا۔ کہ اس فتح و نصرت کی خبر کے پیچھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے۔ اور آپ نے اپنی اور اپنے سب عزیزوں کی جان کا فدیہ پیش کیا۔ کہ ہم مر جائیں۔ مگر آپ زندہ رہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر بھی حضرت ابو بکرؓ نے اعلےٰ نمونہ عشق کا دکھایا۔ غرض حضرت ابو بکرؓ نے غار ثور میں اپنی جان کے لئے گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو خاص طور پر تسلی دی۔ اس واقعہ کی طرف ان آیات میں اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس خطرناک موقعہ پر کس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی تھی۔ اس وقت بھی ہم نے ہی اسے بچایا تھا۔ اور اگر آج بھی تم جواب دے دو۔ تو ہم خود اس کی مدد کریں گے:۔

پس اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ یہ طریق بالکل غلط ہے۔ کہ نہ کام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے۔ کوئی شریف انسان اس طریق کو اختیار کرنا پسند نہیں کرے گا۔ میرے ہاتھ میں تلوار نہیں کہ کوئی کہہ دے میں ڈر گیا تھا۔ اور ڈر کر میں نے اقرار کر لیا تھا۔ جب کوئی شخص کام کرنا نہیں چاہتا۔ تو وہ کہہ دے۔ یا جس حد تک کرنا چاہتا ہے وہ بتا دے۔ مگر جب کوئی شرط نہیں تو پھر

کیوں تساہل سے کام لیا جاتا ہے

بے شک جس کا دل چاہے ہٹ جائے اللہ تعالےٰ اپنے سلسلہ کی ترقی اور حفاظت کے سامان خود پیدا کر دے گا۔ گھبراہٹ اگر ہو سکتی ہے تو مجھے جس پر ذمہ واری ہے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ خواہ سارے مجھے چھوڑ جائیں اللہ تعالےٰ خود میری مدد کا سامان پیدا کر دے گا۔ اور مجھے کامیابی عطا کرے گا۔ لیکن بہ فرض محال اس نے میرے لئے اس جد و جہد میں موت ہی مقدر کی ہوئی ہے۔ تو میں اس موت کو برا نہیں سمجھتا۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنا بھی خواہ بظاہر ناکامی کی شکل میں ہو۔ بہت پیارا ہوتا ہے۔ پس جسے دنیا ناکامی سمجھتی ہے۔ وہ بھی میرے لئے کامیابی ہے۔ اور جو اس کے نزدیک کامیابی ہے وہ بھی میرے لئے کامیابی ہی ہے:۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف سے رسول کے دل پر سکینت نازل کی۔ اور جب ظاہری لشکر ناپید تھے۔ اس نے اس کی مدد ایسے لشکروں کے ذریعہ سے کی جو دنیا کو نہ نظر آتے تھے۔ اب بھی دیکھ لو۔ کہ ہماری جماعت جس قدر سستی تبلیغ میں کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فرشتے اس کی کسر پوری کر دیتے ہیں۔ کئی لوگ بیعت کے لئے آتے ہیں۔ اور پوچھنے پر بتاتے ہیں۔ کہ بیعت کا حکم ہمیں کشف یا رؤیا میں ہوا تھا۔ کئی دفعہ حکم ہوا۔ لیکن ہم سستی کرتے رہے۔ آخر خدا تعالےٰ کی طرف سے انذار آیا۔ کہ اگر بیعت نہ کرو گے۔ تو تمہارا خاندان تباہ کر دیا جائے گا۔ اس پر ہم بیعت کے لئے آمادہ ہو گئے۔ جس پیرے کا قصہ میں نے سنایا ہے۔ اس کے ایک بھتیجے کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ وہ پہلے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ پھر یکدم نمازیں پڑھنے لگ گیا۔ اور اس نے بیعت کر لی۔ دو چار دن برابر نمازوں میں دیکھ کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم باقاعدہ نماز پڑھتے ہو پہلے تو باوجود بار بار کی تاکید کے تم نمازوں سے بھاگتے تھے اس نے اپنے پنجابی لہجہ میں کہا۔ کہ مولوی صاحب مجھے بھی الہام ہوا تھا۔ (الہام ہوا تھا) کہ تو نماز پڑھا کر حضرت خلیفہ اول رضؓ نے پوچھا کیا الہام ہوا تھا۔ تو اس نے کہا ایہہ الہام ہویا تھا اوٹھ اوئے سورا نماز پڑھ یعنی او سور اٹھ کر نماز پڑھ۔ غرض خدا تعالےٰ کو آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ وہ کام لینا چاہے۔ تو ملائکہ سے ہی کام لے لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے سلسلہ کی ترقی کے لئے دیانت اور امانت کی آدمیوں سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے جو لوگ دیانتداری سے ساتھ چلنا نہیں چاہتے انہیں چاہیئے۔ کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ اور میدان سے الگ ہو جائیں۔ اور یہ بالکل نہ کہیں کہ ہم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ وہ اس طرح اپنے آپ کو اور گنہگار بناتے ہیں:۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ۔ باوجود اس کے کہ ہمارا رسول اکیلا تھا (گو ابو بکرؓ ساتھ تھے۔ مگر وہ بھی آپ میں مدغم تھے۔ کیونکہ صدیق اسی کو کہتے ہیں۔ جو نبی سے کامل اتحاد رکھتا ہو۔ پس ان کے ساتھ ہونے کے باوجود آپ اکیلے تھے۔) پھر بھی اللہ تعالےٰ نے کفار کی مجموعی تدابیر کو ناکام بنا دیا۔ اور اسے فتح دی۔ پس ظاہری تدبیروں سے کچھ نہیں بنتا۔ ہم تو صرف تمہیں ثواب کا موقعہ دیتے ہیں۔ واللہ عزیز حکیم اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ پس اسے کسی کی احتیاج ہی کیا ہو سکتی ہے

پھر فرمایا انفروا خفافاً و ثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ یعنی ہم اپنے قول کو دوبارہ دوہراتے ہیں۔ کہ اتنی نصیحت کے بعد شائد تمہارے دل نرم ہو گئے ہوں۔ اور تم حکم خداوندی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور کہتے ہیں کہ تم کو چاہیئے۔ کہ حالات کے تقاضا کے مطابق

تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں نکل کھڑے ہو

خواہ خفیف ہونے کی حالت میں یا خواہ ثقیل ہونے کی حالت میں۔ خفیف اور ثقیل کے معنی جوان اور بوڑھے کے بھی ہو سکتے ہیں۔ غریب اور امیر کے بھی تندرست اور بیمار کے بھی۔ فارغ اور مشغول کے بھی۔ مجرد اور متاہل کے بھی۔ بے سامان اور ساز و سامان والے کے بھی۔ سوار اور پیادہ کے بھی اور اکیلے اور جتھے والے کے بھی۔ ان سب حالتوں میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تم کو خدا کی راہ میں نکل کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنا چاہیئے۔ شائد کوئی کہے کہ یہاں تو جہاد کا حکم ہے۔ ہم اس کے کس طرح مخاطب ہو سکتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ بانی سلسلہ احمدیہ تو ساری عمر یہی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ کہ جہاد صرف تلوار کا نہیں ہوتا۔ بلکہ جہاد ہر اس قربانی کو کہتے ہیں۔ جو اشاعت دین اور نصرت حق کے لئے مسلمان کریں۔ پس یہ عذر بھی کسی کو اس کی ذمہ واری سے بچا نہیں سکتا۔ اس وقت جن راہوں سے اسلام کی مدد ہو سکتی ہے۔ وہی اس وقت کا جہاد ہے پھر ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ کاش تمہیں علم غیب ہوتا اور تم سمجھ سکتے۔ کہ جس کام کے لئے تمہیں بلایا جاتا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ پھر فرمایا لو کان عرضاً قریباً و سفراً قاصداً لاتبعوک ولکن بعدت علیھم الشقۃ وہ سست لوگ جو اس وقت تیرے ساتھ چلنے کو تیار نہیں۔ اگر دنیوی نفع کا سوال ہوتا۔ مال ملنے کی امید ہوتی۔ اور سفر تھوڑا ہوتا۔ تو یہ ضرور ساتھ ہو لیتے۔ لیکن تو تو ان کو دور کی منزل پر لے جانا چاہتا ہے۔ مثلاً اخلاق میں انہیں بلند ترین چوٹی پر لے جانا چاہتا ہے۔ تبلیغ کے لئے دنیا کے کناروں تک پہونچانا چاہتا ہے۔ اور جنگ میں انتہائی فدائیت کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس لئے ان پر تیرا ساتھ دینا شاق گزرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ میری منزل بہت کٹھن اور راستہ پر خار ہے۔ پس وہی میرے ساتھ چلے۔ جو ان مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ جو قربانی کے لئے تیار نہیں۔ اسے ساتھ چلنے کی ضرورت نہیں۔ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم یھلکون انفسھم واللہ یعلم انھم لکاذبون۔ فرماتا ہے۔ کہ یہ قسمیں کھائیں گے۔ کہ اگر ہمیں طاقت ہوتی۔ تو ہم ضرور تیرے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ یہ بہانہ بنا کر اپنے

نفسوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اور جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ ان کے جھوٹ کو جانتا ہے اور اس سے جھوٹ بولنا بالکل بے کار ہے۔

آج بھی اگر کمزوروں سے میں دریافت کروں کہ کیوں تبلیغ کے لئے اپنی زندگیاں یا زندگیوں کا ایک حصہ وقف نہیں کرتے۔ تو وہ بیسیوں عذر تراش لینگے۔ لیکن ان کے یہ عذر بالکل فضول ہونگے۔ کیونکہ ان کا معاملہ میرے ساتھ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ جو دل کے بھیدوں کو جانتا ہے۔

دیکھو یہ رکوع جو میں نے سنایا ہے۔ تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ لیکن اس کا ایک ایک لفظ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج ہی نازل ہوا ہے۔ اور ہماری جماعت کی موجودہ حالت کے متعلق ہے۔ پس تم اس سے نصیحت حاصل کرو۔

یہ مت خیال کرو۔ کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے

نہیں۔ بلکہ اس کا ایک ایک لفظ میں قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں۔ اور ایک ایک حکم رسول کریم کے ارشادات میں دکھا سکتا ہوں۔ مگر سوچنے والے دماغ اور ایمان لانے والے دل کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال مت کرو۔ کہ جو میں نے کہا ہے۔ وہ میری طرف سے ہے بلکہ یہ اس نے کہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں تمہاری جان ہے۔ میں اگر مر بھی جاؤں تو وہ دوسرے سے یہی کہلوائیگا۔ اور اس کے مرنے کے بعد کسی اور سے بہرحال چھوڑیگا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرالے۔ یہ پہلا قدم ہے۔ اور اس کے بعد اور بہت سے قدم ہیں۔ یہ سب باتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اور جب تم پہلی باتوں پر عمل کر لوگے۔ تو پھر اور بتائی جائیں گی۔ لیکن جب تک ان پر عمل نہ کرو۔ اور نئی کس طرح پیش کی جا سکتی ہیں۔

آخر میں میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ سستیوں اور غفلتوں کو دور کرو۔ اپنے اندر بیداری پیدا کرو ہر تحریک میں طاقت کے مطابق حصہ لو۔ مگر طاقت کا اندازہ وہ نہ کرو۔ جو منافق کرتا ہے۔ بلکہ وہ کرو جو مومن کرتا ہے۔ چندہ اور امانت فنڈ دونوں میں حصہ لو۔ اور سادہ زندگی اختیار کرو۔ کہ وہ نور بخشنے والی ہے۔ جو اسے اختیار نہیں کرتا۔ وہ سمجھ لے۔ کہ اس کے لئے جہنم تیار ہے۔ کوئی بات میں نے ایسی نہیں کہی۔ جس کی کل کو ضرورت نہیں پیش آنے والی۔ جب وقت آئیگا تو وہ لوگ جنہوں نے مان کر عمل کیا۔ دعائیں دینگے کہ خدا بھلا کرے۔ جس نے ہمیں اس وقت کے لئے تیار کر دیا تھا۔ اور نہ ماننے والے اپنے آپ کو لعنت کرینگے۔ احمدیت اسلام کا نام ہے جس طرح اسلام نے تلوار کے سایہ میں پرورش پائی تھی۔ اسی طرح جب تک دنیا کا چپہ چپہ ہمارے خون سے رنگین نہیں ہوتا۔ احمدیت ترقی نہیں کر سکتی۔ اور اگر تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ اس کے بغیر ہی ترقی حاصل ہو جائے گی۔ تو تم سے زیادہ بے وقوف۔ دھوکہ خوردہ۔ اور پاگل دنیا میں اور کوئی نہیں۔ ہر ملک میں اور ہر علاقہ میں تمہیں ہر طرح کی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اور اس کے لئے جو سپاہی آج مشق نہیں کرتا۔ وہ کل جان کب دے سکیگا۔ یہ سپاہیانہ مشقیں ہیں۔ اور وہ دن آنے والا ہے۔ کہ جب تم سے کہا جائیگا۔ کہ اپنے وطن چھوڑ دو۔ سب اموال حاضر کرو۔ تمہیں بھوکا رہنا پڑے گا۔ اور ہر طرح کی تکالیف اٹھانی پڑینگی۔ اور ان کے لئے تم میں سے ہر ایک کو تیار رہنا چاہئے۔ کیا تم یہ پسند کروگے۔ کہ افغانستان میں تمہارے بھائی فاقے کریں۔ اور تم چین سے زندگی بسر کرو۔ چین میں تمہارے بھائیوں پر ظلم ہو۔ اور تم امن میں رہو۔ تمہارے اندر تو یہ ایمان ہونا چاہئے کہ اگر چین میں احمدیوں کو قتل کیا جا رہا ہو۔ تو تمہاری گردنیں یہاں ہی خم ہو ہو کر ان تلواروں کو اپنی گردنوں پر لینے کے لئے بیتاب ہوں۔ اگر کسی جگہ کی احمدی جماعت کو وطن چھوڑنے پڑیں۔ یا فاقے کرنے پڑیں۔ تو تم کو اپنے گھر کانٹوں کی طرح معلوم ہونے لگیں۔ اور روٹیاں تمہارے گلے میں پھنسنے لگیں۔ اس اتحاد احساسات کے بغیر مذہب ترقی نہیں کر سکتے۔ بے شک تمہارے امام کا نام مسیح ہے۔ مگر عیسائیوں کی تاریخ پڑھکر دیکھو۔ آج ان کے عروج کو دیکھکر شاید کوئی خیال کرے کہ یہ پہلے ہی ایسے تھے۔ لیکن کوئی سنگدل سے سنگدل انسان

عیسائی تاریخ

کا ایک صفحہ بھی آنسو بہائے بغیر نہیں پڑھ سکتا ان کو ایسے مصائب پیش آئے۔ کہ سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مگر انہوں نے دلیری سے ان کو برداشت کیا۔ اور امتحان کے وقت اپنی جانوں کو جان نہیں سمجھا۔ اور مالوں کو مال نہیں سمجھا۔ اور قربانیاں کیں۔ اور وہی قربانیاں تو ہیں جو آج یورپ کو روٹیاں دلوا رہی ہیں جب یورپ کی عیاشی کو دیکھکر غیرت الٰہی کی تلوار انہیں ہلاک کرنے کے لئے اٹھتی ہے۔ تو ان کے باپ دادوں کی روحیں سامنے آجاتی ہیں۔ جنہوں نے مذہب کی خاطر زبردست قربانیاں کی تھیں۔ اور خدا تعالےٰ کے غضب کی تلوار جھک جاتی ہے۔ یورپ کے عروج کا اس قدر لمبا عرصہ انہی قربانیوں کی وجہ سے ہے جو ان کے آباء نے کی تھیں۔ اور خدا تعالےٰ انہیں ہلاک کرنے سے پیشتر انہیں موقع دے رہا ہے۔ کہ اسلام قبول کرلیں۔ کم سے کم تمہیں وہ قربانیاں تو کرنی پڑیں گی۔ جو عیسائیوں نے کیں۔ ہمارے سلسلہ کے بانی کو بے شک بروز محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی کہا گیا ہے۔ لیکن کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی تیرہ سال کی زندگی میں کم قربانیاں کرنی پڑیں۔ پھر کیا مدینہ میں آپ کی قربانیاں کم تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ اگر میں خالی مسیح ہوتا۔ تو مجھے صلیب دے دیا جاتا مگر میرا انحصار محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر زیادہ ہے۔ اور تم لوگ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی وجہ سے خوش ہوتے ہو۔ بے شک آپ بروز محمدؐ بن کر آئے۔ مگر ساتھ مسیح بھی تھے۔ اس لئے ہماری قربانیاں کم سے کم دونوں کے درمیان میں آنی چاہئیں۔ بلکہ میرا تو خیال یہ ہے۔ کہ

صحابہ کرامؓ کی قربانیاں مسیحیوں سے زیادہ شاندار تھیں

اس لئے کہ ان کو دہرا زخم لگتا تھا۔ ایک اپنا زخم اور دوسرا وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لگا یا جاتا تھا۔ عاشق کے لئے معشوق کا زخم زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ایک صحابی کا قصہ میں نے بارہا سنایا ہے وہ مکہ میں قید تھے۔ اور کفار نے ان سے کہا۔ کیا تم پسند نہیں کرتے۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یہاں تمہاری جگہ قید ہوں۔ اور تم مزے سے گھر میں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ میں گھر میں بیٹھا ہوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیر میں مدینہ کی کسی گلی میں ہی کانٹا چبھ جائے۔ پس صحابہ کو جو عشق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت مسیح ناصری سے زیادہ لمبا عرصہ تک تکالیف اٹھانی پڑیں۔ ماننا پڑتا ہے۔ کہ صحابہ کو دُہری تکلیف ہوتی تھی۔ ہر گالی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملتی۔ وہ بھی انہی کے دل پر پڑتی تھی۔ اور وہ بھی جو خود ان کو ملتی بلکہ اپنی تکلیفوں کو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کے مقابل پر کچھ بھی نہ سمجھتے تھے۔ وہ خود ساری عمر بھوکا رہنا پسند کر سکتے تھے۔ مگر یہ امر انکی برداشت سے باہر تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک فاقہ بھی گذرے۔ انکے عشق کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں ملتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ تاریخ میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کئی سال بعد جب ایران فتح ہوا۔ تو وہاں سے پن چکیاں آئیں۔ جو باریک آٹا پیستی تھیں۔ جب پہلی دفعہ باریک میدہ مدینہ میں تیار ہوا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا گیا۔ تو آپ نے اس کی روٹی پکوائی۔ لیکن جب اس کا لقمہ حلق میں گیا۔ تو آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے آپکی کسی سہیلی نے پوچھا کہ آپ رونے کیوں لگیں۔ یہ تو بہت نرم نرم پھلکے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ خیال آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایسی چکیاں نہ تھیں۔

ہم پتھروں سے ہی آٹا پیستے تھے جو بہت موٹا ہوتا تھا۔ اگر یہ میدہ اس زمانہ میں ہوتا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی روٹیاں پکا کر کھلاتی۔ یہ اس عشق کا ایک نظارہ تھا۔ جو ہر مومن اور مومنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے پیدا تھا۔ اب

تم دیکھو کہ تم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت سے کس قدر عشق ہے

کیا تمہارے گلے میں بھی ہر وہ نعمت پھنستی ہے۔ جس سے احمدیت کو حصہ نہیں ملا ہماری دنیوی نعمتیں اس وقت ہیں ہی کیا جنہیں ہم قربان نہ کر سکیں۔ یورپ کا ایک ادنیٰ لارڈ ہمارے کئی گاؤں خرید سکتا ہے اور یورپ کا ایک مزدور آسائش کے اس قدر سامان رکھتا ہے۔ جو ہمارے ہاں کے نوابوں کو بھی میسر نہیں۔ پس ہمارے پاس ہے ہی کیا جس کی قربانی ہم کو بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ اگر عشق ہو تو وہ کپڑے جن پر تم فخر کرتے ہو اور وہ نرم بستر جن میں تم آرام کرتے ہو تمہیں کانٹوں کی طرح چبھنے چاہئیں۔ کیونکہ دین احمدؐ کو وہ زینت میسر نہیں جو تم کو میسر ہے اور اسے وہ آرام میسر نہیں۔ جو تم کو میسر ہے۔ پس عشق پیدا کرو۔ پھر تمہارے رستہ میں کوئی روک باقی نہیں رہے گی۔ کسی نصیحت کی بھی تم کو ضرورت نہ ہوگی اور ہر ضروری قربانی تم آپ ہی آپ کرتے جاؤ گے جس طرح چشمہ سے آپ ہی آپ پانی ابلتا چلا آتا ہے۔ لیکن جب تک یہ فدائیت نہ ہوگی۔ یہ ماریں پڑتی رہیں گی اور گالیاں ملتی رہیں گی۔ پس ان کو بند کرنا یا جاری رکھنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے جو گھوڑا اڑتا ہے اچھا سوار اسے وہ رنگ لے جاتا ہے تاکہ وہ ٹھیک ٹھیک ہو جائے مگر جو اڑتا نہیں اسے اتنا ہی چلایا جاتا ہے۔ جتنی کہ ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر تمہارے نفس قربانی سے جی چرائیں گے۔ تو تم کو زیادہ ابتلاؤں میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور اگر خوشی سے اپنے آپ کو ہر قسم کی قربانی کے لئے پیش کر دو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جلدی جوش میں آجائے گی۔ اور تم اپنے آپ کو اس محبوب حقیقی کی آغوش میں پاؤ گے۔ جس کی محبت کی ایک نظر دنیا و مافیہا سے اچھی ہے۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

سائیکل پر ۲۰۶ میل تبلیغی سفر

قریشی محمد حنیف صاحب آنریری مبلغ اڑیسہ کندرا پاڑا سے سائیکل پر سفر کر کے ۱۳ دسمبر کلکتہ پہنچے۔ راستہ میں۔ بالاسور۔ جلیسر۔ کھڑگپور۔ میدناپور۔ علی شاہ گڑھ۔ کولاگھاٹ اور ۲ جگہ میں ٹھہرتے اور تبلیغ کرتے رہے۔ بہت سا لٹریچر تقسیم کیا اور کئی تعلیم یافتہ لوگوں کے صحیح پتے حاصل کئے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ بنگالی مسلمان احمدیت کے پیغام کو دلچسپی سے سنتے ہیں۔ احباب ان کے بقیہ تبلیغی سفر کے لئے دعا فرمائیں۔ (نامہ نگار از کلکتہ)

چندہ تحریک جدید کے وعدے

تحریک جدید کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت سے جن مالی قربانیوں کا مطالبہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے۔ اس کی فہرستیں حضور کی خدمت میں پیش کرنا ضروری ہیں۔ جن جماعتوں نے ابھی تک فہرست نہیں ارسال کی ہے۔

تپدق کا علاج

تپدق کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔ اور اس کی شرطیہ دوا کون سی ہے؟ اس کا ایک ہی جواب ہو سکتا ہے۔ یعنی وُہ جو دق کے مادہ اور دقی جراثیم کا مقابلہ کرنے میں جسم اور خون کو مدد دے۔ مریض کی برداشت کے مطابق آہستہ آہستہ قوت پہنچائے۔ اور بدن میں ایسا جوہر پیدا کرے۔ جس کی موجودگی میں دقی جراثیم زندہ نہ رہ سکیں۔ تپدق کی مشہور و معروف دوا کندن اپنے اندر یہی صفت رکھتی ہے۔ یہ ایک طرف خون کے سفید ذرات کو بڑھاتی اور اس کے جراثیم پر غالب آنے کی طاقت بخشتی ہے۔ تو دوسری طرف جراثیم کو کمزور کر کے رفتہ رفتہ ان کو ختم کر دیتی ہے۔ کندن سے پھیپھڑے اور آنتوں کے زخم پر بہت جلد کھرنڈ جم جاتی ہے خون۔ ریم اور رلشہ دار بلغم بند ہو جاتا ہے۔ اور گلٹیوں کا دقی ورم تحلیل ہو جاتا ہے۔ کندن دماغ کے اس مرکز کو جس پر جسم کی حرارت کی کمی وزیادتی کا دارومدار ہے۔ اپنا صحیح کام انجام دینے کے قابل بناتی ہے۔ اور دقی بخار کتنا ہی پُرانا کیوں نہ ہو۔ چند روز میں اس کو ہٹا دیتی ہے۔ کندن قلب کو بے حد تقویت پہنچاتی ہے۔ اور اس کی رفتار کی اصلاح کر کے دورانِ خون کے نظام کو درست کرتی ہے۔ کندن معدہ اور جگر کو قوت پہونچا کر روغنی اور مقوی غذاؤں کو ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس کے استعمال کے ساتھ ہی بیمار کی غذا بڑھ جاتی ہے اور بہت جلد طاقت بحال ہونے لگتی ہے۔ آنتوں کی دق کے بدبودار دست اس سے اکثر چند ہی روز میں بند ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کندن کے ایسے خواص ہیں۔ جن کی بے شمار تجربوں سے تصدیق ہو چکی ہے۔ اور جن میں سے کسی ایک میں بھی

کوئی دوسری دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی

دق پھیپھڑے کی ہو۔ یا آنتوں کی۔ ہڈیوں کی ہو۔ یا گلٹیوں کی۔ کندن سے دق کی ہر قسم میں شرطیہ فائدہ ہوتا ہے اگر یہ بیماری پہلے یا دُوسرے درجہ میں ہو۔ تو کندن اس کے لئے تیر خدا ہے۔ جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا مگر پہلے یا دوسرے درجہ میں اس کے استعمال کا موقعہ نہ ملا ہو۔ اور یہ مرض تیسرے درجہ میں پہنچ گیا ہو۔ جب بھی مایوس نہ ہوں۔ اور بیمار کا قیمتی وقت ضائع کرنے کی بجائے فوراً کندن کا استعمال شروع کرا دیا۔ کیونکہ اس کے سہارے تپدق کے ایسے مریض بھی موت کے کنارے سے واپس آئے ہیں۔ جن کے بچنے کی کسی کو امید نہ تھی۔ کندن کے ایک بکس میں چالیس روز کی دوا ہوتی ہے جو اکثر ایک مریض کیلئے کافی ثابت ہوتی ہے لیکن بعض مریضوں کو اس سے زیادہ دوا بھی دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس بکس کی قیمت بیس روپیہ (عللہ) ہے۔ اور محصولڈاک گیارہ آنہ جن قیمتی دواؤں سے کندن تیار کی جاتی ہے۔ ان میں سونا۔ سچے موتی۔ اور اصلی زہر مہرہ بھی شامل ہیں۔ اس لئے اس کی یہ کم سے کم قیمت ہے جو رکھی جا سکتی تھی۔ اور جن لوگوں نے اس کا اکسیری کرشمہ دیکھ لیا ہے ان کا خیال ہے۔ کہ بیس روپے میں اسکی ایک خوراک بھی سستی ہے۔ یہ کندن کا کمال ہی ہے۔ کہ حکیم اور ڈاکٹر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔ ذیل کی سطور پڑھ کر اندازہ کیجئے۔ کہ کندن اپنے اندر کیسی تاثیر رکھتی ہے:

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب طبیب ریاست ڈھول پور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے کندن کا ایک پیکٹ دق کے ایک ایسے مریض کے لئے طلب کیا تھا جس کی حالت بہت خراب تھی۔ کندن کے استعمال سے فوراً افاقہ ہونے لگا۔ اب وہ تندرست ہے۔ اور آپ کو دُعا دیتا ہے۔ ایک دوسرے مریض کے لئے کندن کا ایک اور مکمل پیکٹ بھیجکر ممنون فرمایئے۔"

جناب حکیم محمد یحییٰ صاحب پروفیسر جامعہ طبیہ سابق اسسٹنٹ ہاؤس فزیشن طبیہ کالج دہلی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "کندن ایک بھروسہ کی دوا ہے۔ میں نے دق کے مریضوں پر اس کے حیرت انگیز اثرات کا مشاہدہ کیا ہے اس سے دق کے ایسے مریض شفایاب ہوئے۔ جو قبر میں پیر لٹکا چکے تھے۔"

ڈاکٹر ایم رسول صاحب ایم۔ بی۔ ایچ کلکتہ لکھتے ہیں۔ کہ "کندن کے اثر نے مجھکو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ دقی بخار کو اتارنے۔ خون اور بلغم کو روکنے اور بیمار کی طاقت بحال کرنے کیواسطے اس سے بہتر دوا میرے تجربہ میں نہیں آئی۔"

مسٹر فہیم الدین نوری ایڈیٹر اخبار طاقت دہلی لکھتے ہیں۔ کہ "میری بچی دق میں مبتلا تھی۔ چنانچہ میں نے اس کو کندن استعمال کرایا۔ اور اب کہ میری بچی بالکل تندرست اور صحتور ہو چکی ہے۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ کندن دق کی بیماری کا بہت ہی موثر علاج ہے اظہار و اعتراف انکی شکر کے طور پر یہ چند کلمات لکھ دیا ہوں۔"

یہ حیرت انگیز اکسیری دوا ذیل کے پتہ سے طلب کیجئے: **کندن کیمیکل ورکس۔ نئی دہلی۔**

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی افاضہ سے سورۃ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر

کے متعلق

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کا خط پہنچا حضور نے ملاحظہ فرما کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ کتاب کو بابرکت کرے اور فرمایا۔ کہ میں کتاب تو نہیں پڑھ سکا کہ کام کی زیادتی ہے۔ ہاں بعض حصے ریویو میں دیکھے ہیں میرے نزدیک جس قدر حصہ میں نے دیکھا مفید معلوم ہوتا تھا۔"

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ کی ایک ہزار شہادت کے برابر شہادت دستور الارتقا جو سورہ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر ہے۔ ہمارے سلسلہ کے ایک عالم مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب عربی مدرس خانپور ریاست بہاولپور نے تصنیف فرمائی ہے یہ ضخیم کتاب اپنے مطالب اور مضامین کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک اردو خوان دوست اس کا ایک دو بار خود مطالعہ کرے۔ اور دوسرے غیر احمدی ہندو و آریہ و عیسائی برہمو و سکھ اصحاب کو بھی مطالعہ کے لئے دے۔ کیونکہ یہ کتاب ہر ایک مذہب اور ہر خیال کے انسان پر قرآن کریم اور اسلام کی حقانیت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو واضح کرنے کے لئے ایک نہایت ہی مفید تصنیف ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی افاضہ سے لکھا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کے اہم مقامات مثل مقام محمود و معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصنف کو اس وقت فرمائی جب کہ وہ غیر احمدی تھے۔ اس رؤیائے صادقہ کے بعد مولوی صاحب احمدی ہوئے اور پھر یہ کتاب لکھی۔ جو سلسلہ کی صداقت کا خاص نشان ہے۔ کتاب مذکور ایک دلکش اور عام فہم پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ اور ہر ایک طالب حق پر اسلام اور قرآن کی فضیلت دوسرے تمام مذاہب و الہامی کتب پر ثابت کرتی ہے۔ میرے ایک دوست بھی جنہوں نے اس تفسیر کا مطالعہ کیا ہے اس کتاب کے بڑے مداح ہیں۔ اور ان کی رائے میں بھی یہ کتاب ہر ایک عالم۔ مناظر مقرر۔ مصنف۔ احمدی و غیر احمدی و غیر مسلم کے لئے مفید ہے۔ شیر علی عفی عنہ ۱۵/۱۲/۳۵

مفسر قرآن حکیم مفتی سلسلہ عالیہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی ہزاروں شہادات کے برابر مبارک رائے۔ "میں نے مولوی عبد اللطیف صاحب مدرس ہائی سکول خانپور کی تصنیف دستور الارتقا تفسیر سورۃ الاسراء کو بغور پڑھا ہے۔ نہایت عمدہ کتاب ہے۔ تفسیر کے لحاظ سے تفسیر نویسی کا ایک عمدہ نمونہ ہے مفید باتوں کا ایک بھاری ذخیرہ ہے سوائے بعض ایسے امور کے جو کہ کسی دوسرے مصنف کے لئے ہیں عمدہ حقائق و معارف کا ایک مجموعہ ہے علمائے زمان کے خلاف اس کا طرز بیان نہایت عمدہ اور محققانہ ہے۔ مجھے یہ کتاب پڑھکر بہت خوشی ہوئی ہے کہ اسکے مصنف علماء میں سے ہو کر پھر روشن خیال اور دنیا کے حالات سے واقف اور قوت بیانیہ رکھنے والے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو بھی اس کتاب کو پڑھیگا وہ اس کو پسند کریگا۔

محمد سرور ۱۹/۱۲/۳۵

المشتہر:- حکیم عبد اللطیف گجراتی پروپرائٹر کتب خانہ ایشیائی احمدیہ بازار قادیان دار الامان

۱۵ جنوری ۱۹۳۶ء تک کے لئے

خاص رعایت

بہترین مقوی گولیاں "کنگ آف ٹانکس"

بڑاپا، کمزوری، اعصابی و دماغی کمزوری۔ طاقت مردانہ کمی خون، بیماری کے بعد کی کمزوری کے لئے کنگ آف ٹانکس پلز مسیحائی اثر رکھتی ہیں۔ ایک بار تجربہ فرمایئے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت ۷ روپے۔ رعایتی چار روپے۔ علاوہ محصولڈاک ؛

مکرم جناب سیٹھ محمد سعید یوسف فرماتے ہیں:۔

"میں نے کنگ آف ٹانکس گولیاں استعمال کی ہیں مجھے انیمیا (کمی خون) کی وجہ سے دماغی شکایت بھی رہتی تھی۔ اس دوائی کے استعمال سے دماغی شکایت رفع ہو کر حافظہ کو بھی تقویت پہونچی۔ اور خون کی کمی کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوئیں۔ میں یہ سطور شیخ احسان علی صاحب کو انکے بغیر کسی مطالبہ کے دیتا ہوں۔ تاکہ اس کی اشاعت سے اور دوست بھی فائدہ اٹھا سکیں ؛

جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔ میں نے کنگ آف ٹانکس کے اجزا کو دیکھا ہے۔ جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید مرکب ہے۔ کنگ آف ٹانکس قوت اور اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا ہے ؛

مستورات کی بیماریوں کے لئے "فیض عام شربت فولاد"

بہترین مقوی اور مصفی خون شربت ہے۔ جس کے استعمال سے چہرہ پُر رونق اور جسم میں تر و تازگی آجاتی ہے۔ کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ وزن بڑھنے لگتا ہے۔ چہرے کے داغ رنگت کا پھیکا پڑجانا۔ حیض کی کمی یا بیشی پیڑو کی درد۔ مرض اٹھرا کے تمام اقسام مثلاً رحم کی کمزوری حمل کا گر جانا۔ اولاد کا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ دودھ کا کم یا ناقص ہونا مرض ہسٹیریا اختناق الرحم کے دورے وغیرہ کے عوارض دور کرنے کے لئے یہ شربت حیرت انگیز فائدہ بخش ثابت ہو چکا ہے۔

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے۔ رعایتی ایک روپیہ بارہ آنے علاوہ محصولڈاک

مکرمی محمد اسماعیل صاحب صدیقی پروپرائٹر دہلی ہاؤس قادیان

فرماتے ہیں:۔ میں نے آپ سے پہلے بھی تین عدد بوتلیں شربت فولاد کی لیکر گھر میں استعمال کرائی ہیں جو کہ خدا کے فضل سے بہت مفید معلوم ہوئی ہیں۔ جس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک بوتل اور لئے جاتا ہوں ؛

مکرم جناب سید سردار حسین شاہ صاحب اوورسیئر

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ احسان علی صاحب کے تیار کردہ شربت فولاد کی چار عدد بوتلیں اپنے گھر میں استعمال کرائی ہیں۔ میں یہ لکھکر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ مفید ثابت ہوئی ہیں ؛

مینیجر صاحب صیغہ اشتہارات اخبار الفضل مورخہ ۱۴ نومبر ۳۵ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ شیخ احسان علی صاحب کی فرم فیض عام میڈیکل ہال قادیان کی دوائیوں وغیرہ کے اشتہار الفضل میں شائع ہو رہے ہیں۔ یہ فرم کئی سال سے احباب کی خدمت کر رہی ہے۔ اس کی مشتہرہ ادویات خالص اجزا سے مرکب اور قابل اعتماد ہوتی ہیں۔ دوست حسب ضرورت ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؛

المشتہر شیخ احسان علی فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

سنہری موقعہ

بے روزگاروں کے لئے خوشخبری ← انگریزی مٹھائی بنانا سیکھیے

سنہری موقعہ

معزز صاحبان! ہمارے ملک میں انگریزی مٹھائی کے استعمال کا رواج دن بدن ترقی پر ہے۔ اور آج سے کچھ عرصہ قبل تمام کی تمام مٹھائی قریباً ممالک غیر سے آتی تھی۔ مگر اب کچھ عرصہ سے یہاں بھی تیار کی جانے لگی ہے۔ چنانچہ سکھر (سندھ) کے لوگوں نے اس کام کو شروع کرکے کافی مالی فائدہ اور شہرت حاصل کی ہے۔ اور اب بھی جو اور لوگ اس کام کو شروع کر رہے ہیں۔ وہ بھی اچھے فائدہ میں جا رہے ہیں۔ اور ابھی اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ کہ ایسے کارخانے اور جاری کئے جائیں۔ جن میں قریباً ہر ایک قسم کی انگریزی مٹھائی ولایتی کے مطابق تیار کی جائے۔ مثلاً ٹافی، چاکولیٹ، جیلی، جوجب، سنگترہ کی سٹھائی لیمن ڈراپ، کیلا، بسکٹ، انگور، خربوزہ، الائچی، ایسڈ ڈراپ ٹکیاں ہر قسم پیپرمنٹ اکٹرا اسٹرانگ، خورد مختلف شکل و رنگ کی ٹکیاں، کھانسی کی ٹکیاں، جلاب کے واسطے گیلول کی ٹکیاں، اور بہت قسم کی ٹکیاں۔ دیگر مغزیات پر کھانڈ چڑھانا۔ مثلاً بادام، پستہ، گری، تل، سونف، اجوائن، خشخاش وغیرہ ادویات کی ٹکیوں، گولیوں کو شوگر کوٹ کرنا، کھانڈ کے سگرٹ بنانا، کھانڈ کی پنسل بنانا۔ اور سینکڑوں قسم کی مٹھائیاں بنانا۔ جن کا ذکر بخوف طوالت نہیں کیا جاتا۔ ان سب چیزوں کے تیار کرنے میں بفضل خدا ہم کو کافی سے زیادہ تجربہ ہے۔ اس لئے جو صاحب اس کام کو کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ہم سے سیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ میں اس بات کا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایسے سب صاحبوں کو اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے معمولی فیس لے کر کام سکھلا دیا جائے۔ ہمارے کارخانہ میں اس بات کو کرنے کے واسطے مشینیں الکٹرک پر فٹ کی ہوئی ہیں۔ آیئے اور پریکٹیکل (عملی) طور پر کام کو سیکھ کر اور سمجھ کر اپنے اپنے شہر میں کارخانہ جاری کرکے فائدہ حاصل کریں۔ اور شہر کی صنعتی عزت کو دوبالا کریں۔ اہل یورپ نے اس فن پر کئی ایک قیمتی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ مگر جو کام عملی طور پر سیکھکر سہولت سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ کتابوں کو پڑھکر نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کتاب میں تو صرف نسخہ ہوگا۔ مگر ہم تمام نشیب و فراز ذہن نشین کر دینگے۔ اور چند یوم میں کام سکھا یا جائیگا۔ ہم کو پندرہ سالہ تجربہ ہے۔ مشینوں کے متعلق اور اس کام کے واسطے دیگر معلومات کا وسیع خزانہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس لئے بڑے شوق سے بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ فیس کا فیصلہ کرکے کام شروع کر دیں۔ جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ کم سرمایہ والے بھی اس موقعہ سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں ؛

نوٹ:۔ دس آنہ کے ٹکٹ آنے پر ہم اپنے کارخانہ کی تمام قسموں کی مٹھائیوں کے نمونے آپ کے علم کے واسطے بطور سیمپل روانہ کر سکتے ہیں۔ جن کو دیکھکر آپ اندازہ کر سکیں گے۔ کہ آیا کام عمدہ اور فائدہ مند ہو سکتا ہے ؛

المشتہران

محمد اسمٰعیل نظام الدین مالک کارخانہ مٹھائی انگریزی سیالکوٹ شہر کوچہ حکیم حسام دین ؛

بک ڈپو تالیف و اشاعت — قادیان کی — کتابوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی

نئے سال کے نئے تحفے

احباب جماعت کے علمی مذہبی اور روحانی معلومات میں اضافہ کرنیکے لئے گذشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی ان کے قومی بکڈپو نے کئی ہزار روپیہ صرف کرنیکے مندرجہ ذیل کتابیں شائع کی ہیں اور ان کی قیمتوں میں بھی اتنی کمی کردی ہے کہ خود دوست بھی حیران ہونگے۔ امید ہے کہ دوست انہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں خریدیں گے۔

اس سال جو پہلی کتاب بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ وہ

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

ہے۔ یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ معرکۃ الآراء لیکچر ہے۔ جو حضور نے کانفرنس مذاہب عالم لنڈن کے لئے تصنیف فرمایا تھا۔ اس پونے تین سو صفحہ کی کتاب کی پہلے دو روپیہ قیمت تھی۔ جو بعد میں ڈیڑھ روپیہ کردی گئی۔ مگر اس دفعہ باوجودیکہ کاغذ پہلے سے بھی قیمتی اور عمدہ لگایا گیا ہے عام اشاعت کی غرض سے قیمت قسم اول ۱۱ر اور قسم دوم ۹ر رکھی گئی ہے۔ جو واقعی حیرت انگیز طور پر کم ہے امید ہے کہ دوست اس حقائق و معارف سے لبریز کتاب کو خرید کر خود بھی پڑھیں گے۔ اور دوسروں کو پڑھوائیں گے۔

دوسری کتاب جو چھپوائی جارہی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور تصنیف

کشتی نوح ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا جماعت کو تاکیداً فرما چکے ہیں۔ کہ جماعت کا ہر ایک فرد خواہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد اس کا بالالتزام مطالعہ کرے۔ نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی پڑھوائے۔ پہلے اس کی قیمت ۶ر تھی۔ مگر اب یہ متوسط درجہ کے کاغذ پر چھپی ہوئی صرف ۲ر میں مل جائے گی۔ اور اعلیٰ کاغذ والی ۳ر میں۔ توقع ہے کہ دوست اس کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں خرید کر اپنے اور پرایوں میں تقسیم کرینگے تقسیم کرنے والوں کو زیادہ خریدنے پر اور بھی رعایت کردی جائے گی۔

تیسری کتاب جو بکڈپو چھپوا رہا ہے۔ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات مکاشفات اور رویا کا مجموعہ ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

تذکرہ تجویز فرمایا ہے۔ باوجودیکہ اس کی لکھائی چھپائی کا غذ عمدہ ہے۔ اور تقطیع بڑی اور صفحات چھ سوا چھ سو کے لگ بھگ مگر قیمت صرف دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ اس پر بھی مزید رعایت [illegible] دوست پیشگی ایک روپیہ دیدیں گے۔ انہیں جلسہ سالانہ پر ایک روپیہ ۳ر اور دینے سے کتاب مجلد مل جائے گی۔ [illegible] کے متعلق مفصل اعلان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے الفضل میں پہلے شائع ہو چکا ہے۔ احباب [illegible] ایک [illegible] دفعہ پھر پڑھ لیں۔

چوتھی کتاب جو چھپ رہی ہے۔ وہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآراء تصنیف

دعوت الامیر ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جو بہتوں کی ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بنی ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور اس کے دلائل ایسے لطیف اور دلنشین پیرایہ میں دہرائے گئے ہیں کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پونے تین سو صفحہ کی کتاب کی پہلے دو روپیہ قیمت تھی۔ مگر اس کے نئے ایڈیشن کی قیمت باوجودیکہ کاغذ پہلے سے بھی اعلیٰ لگوایا گیا ہے صرف ۱۱ر رکھی گئی ہے۔ اور قسم دوم کی صرف ۹ر جو درحقیقت کچھ بھی نہیں۔

پانچویں کتاب جو بکڈپو چھپوا رہا ہے۔ وہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی مشہور اور مقبول عام تصنیف

سیرت خاتم النبیین صلعم حصہ اوّل ہے۔ یہ کتاب پہلے ۱۹۲۰ء میں چھپی تھی۔ مگر اس وقت حضرت مصنف سلمہ اللہ کے مدنظر صرف وہ نوجوان تھے جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی چنداں واقفیت نہ تھی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس میں زیادہ دقیق اور علمی مباحث جگہ نہ پا سکے۔ جب آپ نے اس کا دوسرا حصہ لکھا۔ جو ہر جہت سے مکمل مفصل اور ہر قسم کے مباحث اور مضامین پر مشتمل تھا۔ تو دوستوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ اب اس کا پہلا حصہ بھی اسی رنگ اور طرز پر لکھا جائے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جماعت کے پاس ایک ایسی کتاب ہو۔ جو دوسری کتب سے بے نیاز کردے۔ چنانچہ آپ نے باوجود مصروف الاوقات ہونیکے احباب کرام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے پہلے حصہ پر از سر نو نظر ثانی فرمائی ہے اس میں جو خامیاں یا کمیاں تھیں ان کو دور کیا۔ اس کے علاوہ جو ضروری مباحث تھے۔ وہ بھی داخل کئے۔ اور اسے اسی رنگ میں مکمل فرمایا۔ جس طرح کہ اس کا دوسرا حصہ لکھا تھا۔ جن دوستوں نے اس کا پہلا ایڈیشن دیکھا ہے۔ وہ اس کے دوسرے ایڈیشن کو دیکھ کر بادی النظر میں ہی معلوم کرلیں گے کہ ان دونوں میں کس قدر نمایاں فرق ہے۔ امید ہے کہ جن دوستوں نے سیرت خاتم النبیین کا دوسرا حصہ خرید اہوا ہے۔ وہ اس کے پہلے حصہ کا دوسرا ایڈیشن ضرور ہی خریدیں گے۔ خواہ ان کے پاس پہلا ایڈیشن موجود ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ انہیں مکمل اور سیر حاصل معلومات اس دوسرے ایڈیشن میں ہی مل سکیں گی۔ اور باوجود اس کے کہ دوسرے ایڈیشن میں کافی مضمون بڑھایا گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی قیمت میں نمایاں کمی کردی گئی ہے۔ یعنی پہلے ایڈیشن کی قیمت ۱۲ر تھی۔ مگر اس کی قیمت باوجود اس کے کہ کاغذ بہت عمدہ ہے صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ تاکہ دوست سہولیت کے ساتھ خرید سکیں۔ اور اپنی معلومات کو مکمل بنا سکیں۔ علاوہ ان کے چند اور بھی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کی ہیں۔ مثلاً

آسمانی فیصلہ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قیمت ۳ر

اسلام اور غلامی (انگریزی) مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ قیمت ۵ر

حدیث (انگریزی) مصنفہ مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب درد۔ ایم۔ اے قیمت ۶ر

ابنائے فارس (انگریزی) مرتبہ صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات اور گورنمنٹ سے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۵ر

امید ہے کہ دوست انہیں بھی خریدیں گے۔ پڑھیں گے اور ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔

حقیقۃ الوحی کے متعلق بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی پہلے پانچ روپے قیمت تھی۔ مگر گذشتہ سال (جو تیسری بار چھپوائی گئی تھی) ان دوستوں کو اڑھائی روپیہ میں دی گئی۔ جنہوں نے ۸ر آنے پیشگی دے کر اپنا نام فہرست خریداروں میں لکھوا دیا تھا۔ اور بعد میں سارا سال ساڑھے تین روپیہ میں بکتی رہی ہے۔ مگر ان دوستوں کے لئے جو اس رعایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکے اعلان کرتے ہیں کہ وہ جلسہ سالانہ سے پہلے اگر آٹھ آنہ پیشگی دیں گے تو انہیں جلسہ سالانہ پر اڑھائی روپے میں مل جائے گی۔ مگر چونکہ اب اس کی تھوڑی تعداد باقی ہے اس لئے صرف [illegible] نسخے ہی اس قیمت پر دے سکیں گے۔

اس لئے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس نادر موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ بعد میں پھر ساڑھے تین روپیہ میں ہی ملے گی۔

المشتہر:۔ ملک فضل حسین مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت۔ قادیان

گھڑیوں کی مشہور و معروف چالیس سالہ دوکان کا

خاص رعایتی اعلان

کلاک برائے
بیٹھک دوکان و دفتر کارخانہ گھنٹہ اور آدھ گھنٹہ بجاتا ہے اور آٹھ روزہ چابی ہے
گارنٹی دس سال
قیمت نمبر ۱ عہ نمبر ۲ عہ نمبر ۳ عہ
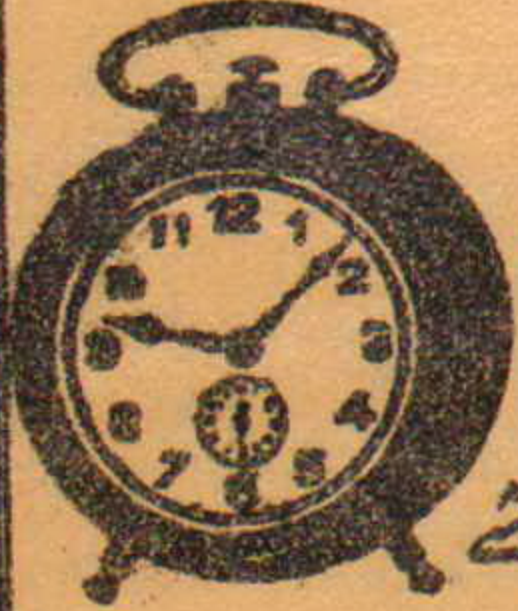
ٹائم پیس
دیرپا مضبوط خوبصورت ہزاروں کا آزمودہ۔ زوردار آلارم والا
گارنٹی پانچ سال
قیمت نمبر ۱ للعہ۔ نمبر ۲۔ ہے نمبر ۳ شے
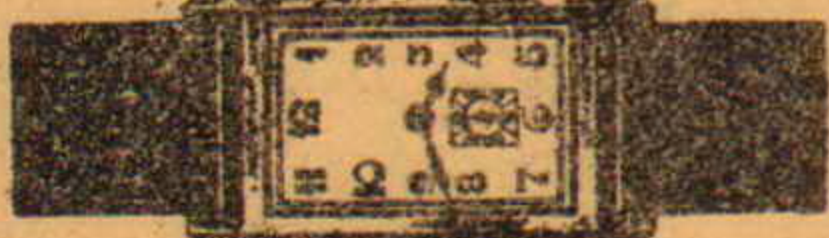
جنٹلمین رسٹ واچ :- موجودہ فیشن کی نہایت ہی خوبصورت۔ دیرپا۔ مضبوط گھڑی ہے خوبصورتی کی سرتاج ہے گارنٹی پانچ سال نمبر ۱ قیمت ۔ نمبر ۲ ولایتی رولڈ گولڈ

لیڈی رسٹ واچ
نکل کیس خوبصورت و مضبوط قیمت نمبر ۱ للعہ نمبر ۲ ۔ نمبر ۳ عہ مختلف ڈیزائن گارنٹی تین سال

فینسی رسٹ واچ نہایت ہی خوبصورت دیرپا مضبوط اور جولدار مشین بیاہ شادی میں دینے کے قابل
قیمت نکل کیس ۔ رولڈ گولڈ عہ رکھنے کی
گارنٹی دس سال

فینسی سنہری رسٹ واچ
مختلف ڈیزائن سینکڑوں کی آزمودہ نہایت ہی تسلی بخش
قیمت نمبر ۱ ۔ نمبر ۲ ۔ نمبر ۳ ۔ گارنٹی پانچ سال

لیور پاکٹ واچ
اینمل ڈائل نکل کیس اور عین ٹھیک وقت دینے والی بے نظیر گھڑی ہے۔ اور پشت در پشت چلنے والی ہے قیمت نمبر ۱ للعہ نمبر ۲۔ عہ نمبر ۳ ۔ گارنٹی ۲، ۳، ۵ سال

بڑھیا قسم کی لیور پاکٹ واچ
اُمرا و شرفا کی زینت ہر موسم و ملک کے مطابق کام دینے والی سوئٹزرلینڈ کی کاریگری کا نمونہ ہماری دوکان کا تحفہ
قیمت عہ گارنٹی دس سال

نوٹ ہماری دوکان چالیس سالہ پرانی اور مشہور دوکان ہے۔ ولایت سے براہ راست مال منگوا کر پبلک کی خدمت کیا کرتی رہی ہے اس رعایتی اعلان سے آپ بھی خوب فائدہ اٹھادیں اور لاہور کے بارونق بازار انارکلی میں تشریف لاکر ہمارے شوروم کو زینت بخشیں اور سچائی کی داد دیں۔ مزید تفصیلات کیلئے منیجر سے خط و کتابت کریں۔

انگلش واچ کمپنی (انڈیا) انارکلی لاہور

ہر قسم بجلی کا سامان خریدنے کیلئے کمال الیکٹرک کمپنی انارکلی لاہور کو یاد رکھیں۔

خزانہ

آپ کی بھول ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ ہدایت نامہ خاوند پانچ ہزار شادی شدہ مرد عورتوں کی آپ بیتی کا نچوڑ ہے۔ علم ہدایتوں رازکی باتوں اور مفید نصیحتوں کا بیش بہا خزانہ ہے۔ اسے جو ایک بار پڑھ لیتا ہے۔ اس کا گھر بہشت ہی تو بن جاتا ہے۔ ایک کامیاب خاوند بننے کی تعلیم کے علاوہ عورت مرد کے اعضائے تناسل کی مفصل تشریح ہے۔ ان کے امراض و علاج نیز حمل کے متعلق بہت کچھ تحریر ہے۔ قیمت ایک روپیہ سستا ایڈیشن ۸ سب بک سیلرز اور ریلوے بک سٹال بیچتے ہیں۔

مصنفہ کویراج ہرنام داس بی۔ اے لاہور

ضرورت رشتہ

کشمیری خاندان کی بارہ سولہ سالہ دو تعلیم یافتہ لڑکیوں کے رشتہ کے لئے دو برسر روزگار کشمیری لڑکوں کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ سے کی جائے۔ جو پوشیدہ رکھی جائے گی۔

اسمٰعیل۔ معرفت سب آفس الفضل فلیمنگ روڈ لاہور

"کتاب تحفہ ہند و یورپ"

بمعہ ضمیمہ مصنفہ نعمت اللہ گوہر بی۔ اے یہ مذہبی اور تاریخی ریسرچ کی نادر کتاب مقبول عام ہو چکی ہے۔ بڑے بڑے علما اور محققین نے عمدہ ریویو کئے ہیں ڈاکٹر اقبال اور شیخ یعقوب علی صاحب نے فرمایا کہ یہ کتاب انگریزی میں ہونی چاہئے تھی۔ تاکہ یورپ میں اشاعت پذیر ہوتی۔ اب فائدہ عام کیلئے اس کی قیمت عہ کی بجائے ۸ کر دی گئی ہے۔ ملنے کا پتہ

مولوی عبد اللطیف مالک ایشیائی کتبخانہ قادیان

اشتہار کا بہترین موقع

احباب سالانہ جلسہ پر فروخت ہونیوالی اشیاء کا اشتہار الفضل میں شائع کرائیں۔ تاکہ خریدنیوالے انکے خریدنے کا انتظام کر کے آئیں۔ اجرت اشتہار بالکل واجبی ہے (مینیجر)

محصول ڈاک بذمہ خریدار

رمضان المبارک میں فاروق کا ۲ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء تک رعایتی اعلان

نام کتاب	اصلی	رعایتی
تبلیغ رسالت کی چار جلدیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ معرکۃ الآرا اشتہارات جمع کر دیئے ہیں۔ جو حضور نے صداقت اسلام اور منکرین پر اپنی صداقت کے لئے ۱۸۹۰ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک شائع کر کے اتمام حجت کی۔ یہ اشتہارات ایسے نایاب ہیں۔ جن کا آج دستیاب ہونا ناممکن ہو گیا ہے۔ خدا کے فضل سے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ان سب کو بڑی تلاش کے بعد بہم پہنچا کر محفوظ کر دیا ہے۔ چاروں جلدوں کی اصلی قیمت	للعہ	عاکر (?)
التشریح الصحیح۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن ۲۹ الہامات پر غیر احمدی مولوی اور ان کے دام افتادہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ ان کے تمام اعتراضوں کے عقلی و نقلی مکمل اور مدلل اور مفصل جوابات چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت	۸ر	۴ر
التنقید۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب۔ از قلم فاضل راجیکی	۳ر	۱ر
صادق کلمات۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب قیمت	۴ر	۱ر
مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جس میں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا۔	۴ر	۲ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا کہ ثناء اللہ کو زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اصلی خط کا عکس اتار کر شامل کیا گیا ہے۔ نایاب	۴ر	۲ر

نام کتاب	اصلی	رعایتی
چودھویں صدی کا یہودی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شان میں لکھا گیا۔	۳ر	۱ر
بحر حقیقت۔ محمد علی مونگیری علیہ ما علیہ کے مریدوں نے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدس کے خلاف شائع ہوا تھا۔ تحقیقی جواب قیمت	۴ر	۱ر
تنقید صحیح فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھ کر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی۔ کہ مہدی و مسیح دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب دوسرا بہاء اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ دمشق نے یہ لاجواب رسالہ لکھا ہے۔ جس کی تردید بابیوں سے نہ ہو سکی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ نیز بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہ رسالہ عجیب ہے۔	۸ر	۳ر
تارپیڈو۔ چھوت چھات کے متعلق یہ وہ رسالہ ہے۔ جس نے پنجاب میں اس قدر مقبولیت حاصل کی۔ کہ اب چوتھی دفعہ طبع کرایا گیا ہے۔ ہر مسلمان کے ہاتھ میں رسالہ ہونا ضروری ہے	۲ر	۱ر
بطالوی کا انجام مولوی محمد حسین بطالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا حرف بحرف پورا ہونا محمد حسین متوفی کی قلم سے اس کتاب میں دکھایا گیا ہے جو قابل دید ہے۔	۵ر	۲ر
تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ کے رسالہ شہادات مرزا وغیرہ کا قابل دید جواب از قلم مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری	۶ر	۳ر
فتنہ احرار اور گورنمنٹ کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے چار تاریخی خطبے جو حضور نے اول اول فرمائے تھے مع واقعات احراری کانفرنس قادیان	۴ر	۱ر
مسلمان کا پیغام سکھ صاحبوں کے نام	۲ر	۱ر
تنبیہ زبان دراز زود آریہ	۱ر	[illegible]

نام کتاب	اصلی	رعایتی
تحفہ متریان۔ متریان مباہلہ کے واقعات صحیحہ اور ان کی درخواست مباہلہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے اور قرآن و حدیث اور شواہد و نظائر سے ناقابل تردید جواب	۵ر	۲ر

خریداری فاروق کے لئے

خاص رعایت

جو دوست ماہ رمضان المبارک میں اخبار فاروق کی خریداری منظور کریں گے۔ ان کو مندرجہ ذیل کتابوں میں سے سالانہ خریدار کے لئے دو روپیہ کی اور ششماہی کے خریدار کو ایک روپیہ کی حسب پسند کتابیں مفت انعام دی جائیں گی۔ درخواست خریداری آنے پر انعامی کتابیں اخبار کے چندہ کے متعلق بذریعہ وی پی ارسال ہوں گی۔ جن کا محصولڈاک بذمہ خریدار ہو گا:

اخبار فاروق قادیان سے مہینے میں چار بار نکلتا ہے جس کا سالانہ چندہ صرف چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ ہے۔ احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ انعامی کتابیں یہ ہیں:

تبلیغ رسالت جلد ہفتم ۱۲ر جلد ہشتم عہ
بطالوی کا انجام ۵ر تجلیات رحمانیہ ۶ر
چھوت کا بھوت ۲ر تحفہ متریان مباہلہ ۵ر
تنقید صحیح بابی مذہب کے رد میں ۸ر ویدک توحید ۲ر
مسلمان کا پیغام ۲ر تنبیہ زبان دراز ۱ر
دہرمپال کا چٹھا ۱ر رد ثناء اللہ مرقع ثنائی ۴ر
صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۴ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۴ر
التنقید۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کو جواب ۳ر

ان کتابوں میں سے فاروق کی سالانہ خریداری کے لئے دو روپیہ کی اور ششماہی خریداری کے لئے ایک روپیہ کی کتابیں پسند کر کے درخواست خریداری پتہ ذیل پر ارسال کریں۔ یا جلسہ سالانہ پر دستی آ کے لیں۔

میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

جنیوا ۱۸ دسمبر۔ لیگ کے حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تجاویز مصالحت کو ناکارہ اور مردہ خیال کیا جاتا ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ تیرہ ممالک کی کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ابی سینیا اور اٹلی کو شامل نہیں کیا جائیگا۔ اس کے بعد کونسل کا پرائیویٹ اجلاس ہوگا۔ جس میں تعزیرات کو وسیع کرنے اور ان کو زیادہ سخت کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

روما ۱۸ دسمبر۔ آج ایک تقریر کے دوران میں مولینی نے تعزیری کارروائی کا مقابلہ کرنے اور مشرقی افریقہ کے متعلق اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا اعلان کیا اس نے کہا۔ جنگ حبشہ ایک امتحان ہے۔ جس میں ہم کامیابی حاصل کرینگے۔ اور اگرچہ یہ سخت جنگ ہے لیکن ہم اسے آخری دم تک جاری رکھیں گے۔

لاہور ۱۸ دسمبر۔ سکھوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی شروع کردی ہے۔ کل دو اکالی بطور احتجاج گوردوارہ شہید گنج سے کرپانیں لگا کر نکلے۔ پولیس نے کرپانیں طلب کیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اس پر انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کا چالان کر دیا۔

لنڈن ۱۸ دسمبر۔ برطانوی پارلیمنٹ کی مزدور پارٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دارالعوام میں تجاویز مصالحت کو واپس لینے کی تحریک کی جائے۔ کیونکہ تجاویز نہ صرف برطانیہ کی خواہشات کے خلاف ہیں۔ بلکہ لیگ کے دستور کے بھی منافی ہیں۔

روما ۱۸ دسمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دریائے تکازی کے قریب حبشی افواج نے اطالوی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ جس میں ۴ اطالوی افسر اور ۹ سپاہی ہلاک ہوئے اس کے علاوہ بیسیوں دیسی سپاہی مارے گئے

اسمارہ ۱۸ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے حکومت حبشہ نے جو جدید جنگی سکیم بنائی ہے اس کی رو سے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اطالوی فوجوں پر شبخون مارنے اور گوریلا طریق جنگ سے ان کو نقصان پہنچانے کی مہم جاری رہے گی۔ ادگاڈن کے صوبہ میں پیش قدمی کا خاص پروگرام بنایا گیا ہے۔

قاہرہ ۱۸ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ آئندہ انتخابات میں عام حق رائے دہی کے اصول کو مدنظر رکھا جائے گا۔

لنڈن ۱۸ دسمبر۔ انڈیا بل کمیٹی کے صدر نے ایک رکن کی اس ترمیم کو غیر معقول قرار دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ انڈیا بل کا نفاذ اس صورت میں عمل میں لایا جائے۔ جس صورت میں کہ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔

کلکتہ ۱۸ دسمبر۔ انسپکٹر آبکاری نے پولیس کی معیت میں سندور خانی اسٹیٹ میں چند مشتبہ اشخاص کو گرفتار کرنے کی کوشش کی پولیس نے گولی چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پانچ مزدور ہلاک اور بیس مجروح ہوئے۔

لاہور ۱۸ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ لاہور میں کانگرس جوبلی کے جلوس کو روک دیا جائے گا۔ اس صورت حالات کے پیش نظر آریہ پرتی ندھی سبھا جلوس کو ملتوی کر دے گی

طہران ۱۸ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت ایران نے ایک نیا قانون پاس کیا ہے جس کی رو سے عورتوں کو مجلسی آزادی دیدی گئی ہے۔ اور پردہ کا رواج اڑا دیا گیا ہے

نئی دہلی ۱۸ دسمبر۔ وائسرائے کے تصدیق کردہ کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۵ء پر ۱۷ دسمبر سے عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔ اس قانون کا مقصد دہشت انگیزی۔ اور اشتراکیت کا استیصال ہے۔

لاہور ۱۸ دسمبر۔ آج ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے گوردوارہ پربندھک کمیٹی اور گوردوارہ شہید گنج کے خلاف دائر کردہ دو مقدمات کی سماعت ہوئی۔ مدعا علیہم نے دعویٰ کے جواب میں اپنا تحریری بیان داخل کیا۔ جس میں لکھا ہے۔ متنازعہ فیہ جگہ پر کبھی کوئی مسجد تھی ہی نہیں۔ اور موجودہ عدالت کو مقدمہ کی سماعت کا اختیار ہی نہیں۔

نئی دہلی ۱۸ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے غیر ملکی ملازمین کے متعلق حکومت عراق کے مسودہ قانون پر بالائی ایوان میں بحث ہو رہی ہے۔ سینیٹ میں مسودہ مذکور منظور ہو جانے پر اسے شاہ عراق کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ یہ مسودہ قانون غیر ملکیوں کو ملازم رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔

لاہور ۱۸ دسمبر۔ شیعوں کو ماتمی جلوس نکالنے کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے شیعوں میں اظہار ناراضگی کیا جا رہا ہے۔

پونا ۱۸ دسمبر۔ پونا کے قریب ایک گاؤں میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے اچھوتوں کا شدید بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اور انہیں عام گذرگاہوں پر چلنے پھرنے سے بھی بند کیا ہوا ہے

روما ۱۸ دسمبر۔ آج فسطائی گرانڈ کونسل شرائط صلح پر بحث کرے گی۔ اور سائنیور مولینی اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔ اگر کوئی فیصلہ ہو گیا۔ تو اطالیہ کی روش کے متعلق سرکاری اعلان کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۱۸ دسمبر۔ اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۳ فروری کو شروع ہوگا۔ ریلوے بجٹ ۱۷ فروری کو پیش کیا جائے گا۔

لنڈن ۱۸ دسمبر۔ دارالامراء میں انڈیا ری پرنٹنگ بل کی کمیٹی سٹیج بغیر کسی ترمیم کے پاس ہو گئی۔ بل کی تیسری خواندگی کے بعد ملک معظم کی منظوری باقی ہے۔

نئی دہلی ۱۸ دسمبر۔ کوئٹہ مشاورتی کمیٹی ۲۰ دسمبر کو اجلاس منعقد کر کے کوئٹہ کی ازسرنو تعمیر کے سوال پر غور کرے گی۔

بنارس ۱۸ دسمبر۔ بنارس یونیورسٹی میں عورتوں کے طریقہ تعلیم کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

لاہور ۱۸ دسمبر۔ آج سشن جج لاہور کی عدالت میں ایک سکھ کو کلہاڑی سے قتل کرنے اور بعض پر حملہ کرنے کے الزام میں حسن محمد کے خلاف مقدمہ کی مزید سماعت ہوئی۔ جس میں ملزم پر عدالت نے کئی ایک سوال کئے۔ جن کے جواب نفی میں دئے گئے۔ اس کے بعد سرکاری وکیل نے بحث کی۔ عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھا۔

پراگ ۱۸ دسمبر۔ زیکو سلاویکیا کی جمہوریت کے نئے صدر ڈاکٹر بینز منتخب کئے گئے ہیں۔

بمبئی ۱۸ دسمبر۔ بمبئی کے بازار صرافہ کی صورت حالات نازک ہو رہی ہے۔ چاندی کی خریداری مفقود ہے۔ فروخت کنندگان کی تعداد بہت ہے۔ چاندی تیار کی قیمت میں مزید کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس وقت اس کی قیمت ۵۲ روپے ۸ آنے ہے۔

لنڈن ۱۸ دسمبر۔ امریکہ اور برطانیہ کے درمیان تجارتی معاہدہ کے امکانات کی دریافت کا معاملہ زیر غور ہے۔

بمبئی ۱۸ دسمبر۔ مدراس چیمبر آف کامرس نے سپیشل ٹیرف بورڈ کو جو تحریری عرضداشت پیش کی ہے۔ اس میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ محصول درآمد کی زیادتی کی وجہ سے برطانوی اشیا ہندوستانی لوگوں کے استعمال سے باہر ہیں۔ اور محصول درآمد کو کم کئے جانے کا مطالبہ کیا ہے

امرتسر ۱۸ دسمبر۔ گیہوں نیا ۲ روپے ۵ آنے ۹ پائی کھانڈ تیار ۲ روپے ۱ آنہ ۳ پائی سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۱ آنے ۶ پائی۔ چاندی دیسی ۵۳ روپے ہے۔

لدھیانہ ۱۸ دسمبر۔ سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ عنقریب لدھیانہ تشریف لے جائیں گے۔ مقامی میونسپلٹی نے انہیں ایڈریس پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کانپور ۱۸ دسمبر۔ کانپور میں ایک بڑی دیوار گرنے سے تین مزدور ہلاک اور چار مجروح ہوئے۔

طہران (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے حکومت ایران جنگی اسلحہ فراہم کر رہی ہے چنانچہ سامان جنگ سے لدے ہوئے دو جہاز انہی دنوں ایران کی بندرگاہ پر پہنچے ہیں۔

ریاض ۱۸ دسمبر۔ عرب میں تیل کے بعض چشموں پر جو پچھلے دنوں دریافت ہوئے ہیں عرب کی مختلف طاقتیں قبضہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ان کے قبضہ کے متعلق تصفیہ کے لئے عنقریب مختلف عرب طاقتوں کی ایک کانفرنس ریاض میں منعقد ہوگی۔

لنڈن ۱۸ دسمبر۔ دارالعوام برطانیہ کے رکن میجر اٹلی نے انڈین نیشنل کانگرس جوبلی کی تقاریب

الفضل میں اشتہار شائع کرنیکا نادر موقع

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر ہندوستان کے ہر علاقہ اور ہر صوبہ شمالی کشمیر۔ گلگت صوبہ سرحد بنگال۔ مدراس بہار اڑیسہ۔ علاقہ بمبئی۔ سندھ گجرات کاٹھیاواڑ۔ بیلون ملابار حیدر آباد دکن کے علاوہ پنجاب کے ہر حصہ سے تعلیم یافتہ لوگ کثرت سے تشریف لاتے ہیں۔ اور اس سال مخصوص حالات کی وجہ سے پہلے سے بھی بہت زیادہ تعداد میں ان کے آنیکی توقع ہے۔ اسلئے ان ایام میں شائع ہونیوالے روزنامہ الفضل میں اشتہار دیکر تاجر صاحبان اپنے مال کی اطلاع دور دور تک پہنچا سکتے اور معقول فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ امرتسر اور لاہور کی فرموں کیلئے بالخصوص یہ نادر موقع ہے۔ کیونکہ مختلف علاقہ جات کے احمدی اپنی کیوقت ان منڈیوں سے مال خرید سکتے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی